خداوند کا کلام ابد تک قائم رہے گا

(۱-پطرس-۱/۲۵)

بائیبل کے جنازہ کے جواب
10/1/46

زندۂ جاوید بائبل جاوید

بجواب

بائبل کا جنازہ مصنفہ پنڈت بھوجدت - آریا مسافر - آگرہ

من تصنیف

مصنف ضربتِ عیسوی - تاویل القرآن فصاحتِ قرآن
منارۃ البیضا و دیگر کتبِ مناظرہ

پنجاب ریلجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

۱۹۳۶ء

بار دوم ۱۰۰۰ قیمت

P. R. B. S., LAHORE.

زندہ جاوید

بائیبل یا وید

تمہید میکس مُلر کو خدا غریقِ رحمت کرے۔ اُس کی اور اُس کے رفیقوں کی بدولت میں نے قدیم و جدید جملہ مذاہب کی مقدس کتابوں کو شوق سے پڑھا۔ چاروں ویدوں کو بھی میری کی۔ مناظرہ کیساتھ مجھ کو شروع سے دلچسپی رہی۔ پس بانیِ آریہ سماج اور اس کے شاگردِ رشید گورودت ودیارتھی اور نیز بعض سناتنی پنڈتوں کی تصنیفات پر بھی کچھ وقت ضائع کیا۔ مگر آریوں کی کتب مناظرہ کیطرف خاص کر جو اردو میں لکھی گئیں ہیں مجھکو کبھی التفات نہیں ہُوا۔ کچھ تو اس لئے کہ ستیارتھ پرکاش کے مطالعہ کے بعد میں ان سے کسی تحقیق کا متوقع نہیں ہو سکتا تھا اور کچھ اس لئے کہ شاید یوں بھاشنہ سمجھ کر یہ لوگ اکثر اردو کی ایسی ٹانگ توڑتے ہیں کہ ان کی تقریر سنتا یا تحریر پڑھنا اپنی زبان بگاڑنا ہے۔ ممکن ہے کہ ان قدیمی نفسوں کا سلوک اس کو

بدنام کرنے کی غرض سے عمداً ہو۔ کہ ناگری فروغ پا جائے۔ بلکہ میں اکثر سوچتا ہوں۔ کہ اچھا ہوتا جو یہ لوگ سوامی دیانند کی آرزو بر لاتے۔ اور اردو پر کرم کی نظر نہ فرماتے ع

مجھ پہ احساں جو نہ کرتے تو یہ احساں کرتے

پنڈت دیانند اپنے مافی الضمیر کو ہندوؤں کی عام بھاشہ میں بھی اچھی طرح ادا نہیں کر سکتے تھے۔[1] شاید اس لئے کہ ان کے خیالات شستہ اور منجھے ہوئے نہ تھے۔ پس اگر ان کے پیروان مسلمانوں کی بھاشہ کے ساتھ انصاف نہ کر سکیں تو کیا شکایت +

آریہ ہمارے معاون اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں آریوں کے دین سے بیزار ہوں۔ نہیں بحیثیت المجموعہ میں اسکو اچھا جانتا ہوں اور ہندوستان میں اس کی

[1] اردو بھاشہ ستیارتھ پرکاش کے دیباچہ میں لکھتے ہیں جب وقت مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے پرچار و تصنیف کا کام شروع کیا۔ اس وقت ان کو خیال تھا کہ ان کی کتب کا اردو میں ترجمہ نہ ہو تاکہ لوگوں میں ہندی بھاشا کے پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔

[2] یہی صاحب قطراز ہیں ستیارتھ پرکاش کی زبان گو ہندی ہے مگر وہ سنسکرت کے ڈھب کی ہوئی ہے سنسکرت زبان کی صرف و نحو کے رُو سے گو وہ صحیح خیال کیجاتے لیکن ہندی زبان کی صرف و نحو کے رو سے اس میں بہت سی غلطیاں ہیں اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کے دقیق مسائل کو ہندی خوان تو کجا معمولی سنسکرت دان بھی نہیں سمجھ سکتے ..... اصل کتاب میں بھی اس قدر معترضہ جملے ہیں کہ ان کے خلط ملط ہو جانے سے نفس مضمون سمجھ میں نہیں آتا تھا +

کامیابی کو شاہی ادیان یعنے یہودی۔ مسیحی اور محمدی کی فتح کے آثاروں میں شمار کرتا ہوں۔ ہندوؤں کے درمیان ان کا وجود ایک برکت ہے۔ توحید کی تعلیم گو ناقص صورت میں سہی۔ بُت پرستی کی بیخکنی ذات پات کے قیود سے اہل ہند کو آزاد کر کے ایک برادری بنانے کی کوشش ہمارے دلوں کو شاد اور آنکھوں کو روشن کرنے والی ہیں۔ بلکہ میں تو اُن کے میلان و رجحان کے اعتبار سے اُن لوگوں کو خفیہ کرسٹان سمجھتا ہوں کیونکہ ہنڈک کے بیچ بھی درمیانی حالت میں صورت پذیر ہوئے عوام کو پچھلی کے سے بیچ نہیں معلوم ہوتے ؟ مجھ کو تو تعجب آتا ہے کہ مسلمان اس حقیقت تک کیوں نہیں پہنچتے۔ اور ان بیچاروں سے جو اُن کا ہاتھ بٹا رہے ہیں کیوں بیزار معلوم ہوتے ہیں کیا وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ جتنا ستیارتھی پنڈت تاڑ گئے[1] +

بھوجدت کا شہید اپنے ان خیالات کی تائید میں دلائل کو میں کسی اور وقت کے لئے ملتوی رکھ کر اس جگہ پنڈت بھوجدت صاحب آریہ مسافر آگرہ کے رسالہ "شہید" پر ایک جوابیہ ریویو لکھتا ہوں۔ اس غرض سے کہ پنڈت جی اپنے آپ سے

[1] پنڈت بھیم سین جو دیک مدت تک سرسوتی جی مہاراج کے ساتھ رہے اور آریوں میں ایک رکن مانے جاتے تھے اور اب عرصہ سے ان کی تردید میں مصروف ہیں وہ لکھتے ہیں کہ سوامی دیانند انگریزی ڈھنگ ہی سب پسند کرتے تھے وہ صرف سُننے ماتر کے لئے عیسائیوں کے مت کا کھنڈن کرتے تھے۔ انہوں یوں کہئے کہ اس مدت کے کھو بھاگ کا کھنڈن کرتے تھے۔ جس میں ان کا مت کرسچین دھرم کے برودھ کہا جاتے۔ پرنت اوپانتر سے عیسائی ڈھنگ بہت سا انہوں نے اپنے گول میں پھیلایا تھا۔ برہمن سروس بھاگ نمبر ۹ صفحہ ۲۲

بہت جا ہر نہ نکلنے پائیں اور دوسروں پر بھی روشن ہو جاوے کہ آپ کتنے پانی میں ہیں۔

گنبد افراسیاب اس رسالہ کو اکبر کے آباد کئے ہوئے شہر سے نکلنا چاہیئے تھا جس کے لشکر میں اردو نے جنم لیا۔ اور جہاں تاج محل شوکت شاہجہانی کی یادگار ابد قرار ہے۔ اسی کے جوار میں "آریا مسافر" کی ناگوار آواز اہل مذاق کو گنبد افراسیاب کی بے حرمتی یاد دلاتی ہے۔

وجہ تسمیہ شہید اس کا نام اس لئے رکھا گیا کہ "یہ انیسویں صدی کے سچے دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر" کی یاد کو تازہ کرنے والا ہے۔ مگر یہ نام غیر موزون رہے گا جب تک ہر شخص جو کسی قاتل کے ہاتھ سے کسی نامعلوم وجہ پر ہلاک ہو کر پبلک سے شہید کا باوقار لقب حاصل کرنے کا مستحق نہ مان لیا جاوے پھر بھی وہ "سچا" شہید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بانا ریوں نے ایسوں کے لئے ایک اصطلاحی صفت تجویز کر رکھی ہے۔ آریوں کے اس مہا بیر کے لئے وہی بس ہے۔

تبدیلی نام ہم کو اس سے بھی بحث نہیں ہے کہ لیکھرام "شہید" تھا۔ اور "سچا" یا کیسا۔ اس رسالہ کا نام زیادہ جامع ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خدانخواستہ سماجیوں میں قحط الرجال نہیں کہ صرف "مسافر" اکیلا شہید ہو چشم بد دور بقول پنڈت جی آریوں کے اندر وصار مک "شہیدوں" کی کمی نہیں۔ اور وہ خود شہید کے جانشین بلکہ نعم البدل ہیں۔ پس خوب ہوتا۔ جو اس گنج شہیداں کی رعایت سے رسالہ کا زیادہ موزون نام بصیغہ جمع رکھتے۔ یعنی شہداء۔

اس خیال سے کہ آریوں کے اندر اپنے وصار مک "شہیدوں کی عزت" کا زبردست بھاؤ موجود ہے" زیادہ اعزاز درکار ہو تو اس کے آگے لفظ پالک اضافہ فرما دیجئے اپنے ہم چشموں کی جو حق تلفی آپ نے کی اس کی تلافی اب یوں ہو سکتی ہے کہ آئندہ لوگ اس کو اس کے مناسب تر نام سے یاد کریں۔

لاشہ مسافر اس قدر تو ہم نے رسالہ کی بے عنوانی پر لکھا۔ مگر اس میں جو آپ کا پہلا "التماس ضروری" ہے اس سے ایک عقدہ حل ہو گیا "شہید کے نکلنے کا بار بار اعلان کرنے پر بھی ہم حسب وعدہ شہید کو وقت پر نہ نکال سکا" حق مغفرت کرے۔ ہم سمجھ گئے کہ مضامین کی یہ عفونت عرصہ تک پڑا رہنے کی وجہ سے ہے۔

دوسرا عذر "لکھائی اور چھپائی کی ابتری کا بھی معقول ہے۔ افسوس "مسافر" کے لاشہ کو اتنی دیر کے بعد بھی اچھا کفن نصیب نہ ہوا۔ اور پنڈت جی آریہ بھائیوں سے شہید کے نکالنے کے لئے مدد کے خواستگار ہیں "کیونکہ بصورت دیگر شہید کا جاری رہنا قطعی محال ہے"۔ اور یہ بھی اندیشہ ہے "مبادا بعض بھائیوں کی نازک طبع دکھند ھے، کے لئے شہید ایک بار گراں ثابت ہو"۔

ہم کو افسوس ہے کہ آریا متر پنڈت جی کے تعزیہ کیساتھ جی کھول کر ماتم نہیں کرتے۔

موجودات کے ماتمی خیالات پنڈت جی کی اس تمہید سے ہم کو معلوم ہو گیا۔ کہ شروع نمبر کے پہلے مضمون کا جو عنوان قائم کیا گیا ہے۔ یعنی "بائبل کا جنازہ" اس میں بیشتر تو پنڈت جی کے سوگوار خیالات کو دخل ہے۔ اور شاید قدرے

قلیل آپ کے بھونڈے مذاق کو اور ہم کو ترس بھی آتا ہے اور ہنسی بھی۔ نہ آپ اپنے رسالہ کا کوئی مناسب وزیبا نام رکھ سکے اور نہ اس میں اس مضمون کا جو ہمارے متعلق تھا۔ اور ہم کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کہ پنڈت جی کی اور البیلی باتوں کی طرح یہ سُرخی بھی بالکل لغو اور مہمل ہے۔

مخفی نہیں کہ جس معنے میں کسی کتاب کو زندہ کہہ سکتے ہیں۔ اس معنی میں بائبل خوب ہی زندہ تندرست پھلتی پھولتی ہے۔ موت کیا کمزوری کے بھی کوئی آثار اس کے چہرے پر نمایاں نہیں۔ حتی کہ خود آپ کو بصد حرمان اپنی زبان سے اقرار کرنا پڑا کہ "بائبل (یعنی) چھٹی وساتویں کتاب جو اس وقت دنیا کی آبادی کے سب سے بڑے حصے کو رہنمائی کا کام دے رہی ہے۔ یہودیوں کی توریت اور

سب سے بڑا رہبر عیسائیوں کی انجیل ہیں"۔ بھلا جو کتاب دنیا کی آبادی کے سب سے بڑے حصہ کو جو وقار اور شمار دونوں کے اعتبار سے بڑا ہے۔ یعنی بزرگترین حصے کو رہنمائی کا کام دے رہی ہو جس کو خارج کر دینے کے بعد جگت سونا اور اندھیارہ جائے اور اس نظارہ کو سب دوست دشمن بادل شاد وناشاد آنکھوں دیکھ رہے ہوں۔ اس کو کسی پنڈے کا مُردہ کہنا اُس

رانڈ کا سراپ رانڈ کی مثل ہوئی۔ جو کنڈے بننے نکلی۔ مگر کسی جواں بخت جوان سال کے گھوڑا اڑاتے نکل جانے سے سہم کر کوسنے لگی۔ "تیرا جنازہ نکلے"

ط سنا ہے کہ ابھی شہداء نمبر ۲ بھی نکلنے والا ہے جو پنڈت جی کے مضمون زندہ درگور کا پرچار کریگا۔ وہ بھی شاید اسی کینڈے کا ہے۔ ۱۲

سچو جدت کی زبان اور یہ سخن۔ چھوٹا منہ بڑی بات یا اس سے بدتر۔ اس کو ضرور معلوم ہے۔ کہ جو کتاب تمام مہذب قوموں اور شائستہ ملکوں اور دینی اور دنیوی تاجداروں کی سروہت یعنی پوج اور پرستش کی چیز ہو اس کو کوئی مردہ نہیں کہہ سکتا۔ "زندہ" بلکہ "زندۂ جاوید" اسی کا نام ہے۔

قرآن شریف ایسا ہی حال مسلمانوں کی کتاب کا ہے۔ عرب ترکستان۔ فارس مصر۔ افغانستان۔ ممالک افریقہ اور ہندوستان میں وہ ناطق ہے۔ ہر جگہ اس کی تلاوت ہو رہی ہے۔ ہر جگہ اس کی آواز کانوں میں سنائی دیتی ہے۔ خود آگرہ کی غیر فانی عمارت پر اس کو کندہ پڑھ لو۔

بودھ دھرم بودھ دھرم کی کتابیں جنھوں نے ہندوستان میں ویدوں کے پاٹ سماپت کا سنکھ بجا دیا۔ ابھی تک چین۔ جاپان۔ تبت۔ برہما اور لنکا کے کروڑوں بندگان خدا کا دستور العمل بنی ہوئی جیتی جاگتی ہیں

ویدوں کے پھول دینی کتابوں میں اگر کوئی مردہ ہو تو ان میں سب سے اول نمبر پر وید کا نام درج ہوگا۔ مگر مردہ بھی تازہ نہیں کہ ہم اس کا جنازہ کہکر آپکے دل کو ٹھنڈا کر سکیں۔ صدہا سال نہیں ہزارہا سال کا مرا ہو سڑ گیا۔ گل گیا۔ یاد سے بسر گیا۔ اتنا بھی نہ رہا جتنا کسی مصری مُردے کی مومیا۔ وہ کسی دین کا دستور العمل نہیں۔ یہاں ہندوؤں کے دین کا بھی نہیں جن کے درمیان اُس نے جنم لیا۔ جن کے درمیان بیمار ہو کر بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتا رہا۔ اور جن کے درمیان عرصہ کی جانکنی کے بعد اس نے دم توڑا۔ اور جن کے درمیان سے سوامی دیانند اس کا کریا کرم کرنے کو کھڑے ہوئے۔ وہ کسی معنی میں زندہ نہیں اور لوگوں

کی یہ کوشش بلیسود ہے کہ اس کے لاشہ کو زمین سے اکھیڑیں اور اس کے تن بدن کی چُور چُور ہڈیوں کو بین بین کر پچائیں۔ اور پھر سے ترتیب دیکر ولائیتی تاروں سے اس کی گوریوں کو پرو کر نئے سر سے ایک مانجھ کھڑی کریں اور بھارت ماتا کے فرزندوں سے کہیں دیکھو اپنا ناناست

آں پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک   خاکش چناں بخورد کز و استخواں نماند

اور یہی کتاب ہے۔ جس کے جوش حمایت میں بھوجدت کھڑے ہو کر زندہ کتابوں کی ہجو میں زبان دراز کرتے ہیں۔ اور اپنے جہل مرکب کے زعم میں فرماتے ہیں۔

بائبل کا دوبان

"آج ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل میدان صداقت میں بحالت کامیابی اچھلتی کودتی نکلتی ہے یا چار کے کندھے لد کر"۔ یہ آج کی اچھی کہی۔ یہ تو صدیوں کی بات ہو گئی کہ بائبل نے عرصۂ عالم میں قدم جما دیئے اور جیسے راون کی سینا میں کوئی نہ نکلا کہ انگد کا پاؤں سرکا سکے۔ یہاں بھی سارے حریف بیٹھ کر منہ کالا کر گئے۔ یہ مقولہ قیصر جولیس سے یادگار ہے Veni, Vidi, Vici "میں آیا میں نے دیکھا اور میں غالب ہوا"۔ مگر یہ ہر پہلو سے بائبل کی شان میں صادق آیا۔ آپ ہیں کس خواب خرگوش میں اب تو بائبل کی سواری نکل رہی ہے۔ اور ایک جہان اس کے آگے پیچھے پروانہ وار جے جے کار کے نعروں سے عرش کو ہلا رہا ہے۔ اور ایک آپ ہیں۔ اور آپ کی کیا بات۔ کہ جلی رسی کی طرح بل کھا رہے ہیں اور اپنے چاروں پتروں کی یاد کر کے خون رو رہے ہیں۔ کتنی صدیاں گذر گئیں بائبل "میدان" میں اتر کر تمام شرتیوں اور سمرتیوں

سے گوئے کامیابی لے گئی اور نہ کوئی اس کی رفتار کو روک سکا۔ نہ اس کے بدخواہوں کے زور اور شمار کو گھٹا سکا۔ اس نے نہ صرف اپنے جنم بھوم کو تسخیر کیا۔ بلکہ تمام عالم کو فتح کر کے چکرورتی راج قائم کیا قطب سے قطب تک۔

زندہ و مردہ کے معنے

ہم نہیں چاہتے۔ کہ کوئی بات کہیں اور اس کی دلیل نہ دیں اور ہم وید کو مردہ کہہ چکے۔ ناظرین جانتے ہیں کہ کسی کتاب یا زبان کو زندہ یا مردہ کس معنے میں کہہ سکتے ہیں۔ جتنا ہی جس کتاب یا زبان کا رواج ہوتا ہے اتنا ہی وہ زندہ کہلاتی ہے اور بے رواجی اس کی موت ہوتی ہے۔ بائبل زندہ اس معنے ہے کہ اس کے ماننے والے دنیا کی تمام قوموں اور ملتوں سے بڑھے ہوئے اور روز بروز ترقی کرتے جاتے ہیں۔ کوئی ملک نہیں جہاں بائبل والے نہیں۔ کوئی قوم نہیں جس کے ہاتھ میں بائبل نہ ہو۔ کوئی زبان نہیں جس میں وہ پڑھی نہیں جاتی۔ اور اگر مسلمانوں کو بھی بائبل ماننے والوں میں شمار کیا جائے کیونکہ قرآن کا دین اور بائبل کا دین اصولاً واحد ہے۔ اور قرآن بائبل کا مصدق۔ تو ساری دنیا کے اعضاء رئیسہ بائبل کے قبضہ میں آجاتے ہیں۔ بائبل والے نہ صرف تعداد کے لحاظ سے زیادہ ہیں بلکہ علمی اخلاقی و تمدنی حیثیت کے لحاظ سے بھی اوروں سے بہت بڑھ چڑھ کر۔ حتیٰ کہ اگر سارے جہان کو یک پوش کی طرح ایک سالم جسم قرار دیا جائے۔ تو بائبل والے اس کا اعلیٰ حصہ ہوں گے اور ان کے سوا کل اسفل۔ پس بائبل سب سے افضل طبقہ یعنے خیر و برکت والے لوگوں کی کتاب ہے۔ ان کی جو غلام ہونا نہیں جانتے۔ اور کیا تم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیا۔ کہ بائبل کی طفیل وہ جنہیں تم شودر کہتے تھے پیر بن گئے۔ پس

کوئی زندہ دل تو اس کو مُردہ نہیں کہہ سکتا۔ سلطنت انگلشیہ کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ اس پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ مگر سلطنت انگلشیہ اس دنیا کا صرف ایک گوشہ ہے جس پر بائبل کا خورشید نصف النہار پر چمک رہا ہے۔ برخلاف اس کے وید پر سوائے مُردہ کے کسی اور صفت کا اطلاق نہیں ہوسکتا وہ نہ صرف غیر مروّج ہوچکا بلکہ اس کا علم بھی گویا معدوم ہوچکا۔ اور وہ زبان جس میں وہ تھے اور وہ بھی جو اس سے نکلی تھی منسوخ ہوگئیں۔ اس کے ماننے والے اور اس کے بولنے والے سب ملیت رہے اور ہیں ہوئیں کہ ان کا پیوند ہوگئے نہیں گرد و غبار ہوکر ہبآءً منثورًا کے مصداق بلکہ اس سے بھی بدتر۔

پھر وہ دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک نہیں ہوا کہ صبر آتا۔ اس کے دوستوں نے اپنے گھر میں اس کا گلا گھونٹ دیا۔

ہم اس کے ثبوت میں خود آریہ سماجی بزرگوں کو پیش کرتے ہیں۔ اُن کی شہادت سنو۔

ویدوں کی بے رواجی پر آریوں کا ماتم

نہال سنگھ مترجم بھومکا لکھتا ہے "جو زمانہ آجکل عموماً ویدوں کی پیدائش کا خیال کیا جاتا ہے۔ وہ دراصل ویدوں کے رواج بند ہونے کا زمانہ ہے"۔ مہابھارت کے بعد جب سے

ل آپ کے ہزاروں بھائی اسوقت ان ہی آریوں سے جنکو تم کسی وقت میں حقیر سمجھتے تھے اور جو اسوقت عیسائی مذہب میں داخل ہوکر بھائی بنے ہوئے ملیں ہاتھ ملانا ان کی گاڑیاں کھینچنا ان کو پانی پلانا اور ان کے جوٹھے برتن اٹھانا اور ان کی غلامی کرنا فخر سمجھ رہے ہیں۔ قول اللہ جی پنڈت آریہ سماجی (عیسائیوں کے ہاتھ سے بھائیوں کو بچاؤ) نیلام صفحہ ۲

ویدوں کا رواج بند ہوا تب سے اب تک برابر دُنیا پر آفتیں نازل ہورہی ہیں (دیباچہ ص ۱۳۰ و ۱۳۱) اور سرسوتی جی بھی بڑے وثوق سے فرماتے ہیں۔ "پانچ ہزار برس سے پہلے سوائے ویدک دھرم کے اور کوئی مذہب نہ تھا۔... مہابھارت کا جنگ عظیم ویدوں کے رواج کی عدم موجودگی کے باعث ہوا ان کی اشاعت بند ہوجانے کے باعث جہالت کی تاریکی زمین پر چھاگئی (ستیارتھ پرکاش باب شروع صفحہ ۲۴۸ ترجمہ رادھا کشن) بلکہ آغاز اس سے بھی پیشتر بتلاتے ہیں "اس بگاڑ کی بنا جنگ مہابھارت سے ایک ہزار سال پہلے قائم ہوئی تھی" (ایضاً ص ۳۵۹)

"جب بہت سے بڑے بڑے عالم راجہ مہاراجہ رشی مہارشی جنگ مہابھارت میں مارے گئے۔ اور بہت سے مرگئے تب علم و ویدوکت دھرم کا پرچار دور ہونے لگا۔...... جب برہمن علم سے بے بہرہ ہوئے تب چھتری ویش اور شودروں کے بے علم ہونے میں باقی کیا رہا۔ قدیم سے وید وغیرہ شاستروں کا بامعنی پڑھنے کا رواج تھا۔ وہ بھی چھوٹ گیا۔ صرف روزگار کی خاطر پاٹھ ماتر (صرف طوطے کی طرح پڑھنا) برہمن لوگ پڑھتے رہے" (ایضاً ص ۳۵۵)

اور بغیر سمجھے وید پڑھنے والے کی شان آپ یہ بتلاتے ہیں کہ "وہ شخص ستھانو یعنی کندہ ناتراش ہے اس کو غیر ذی شعور کی مثال سمجھنا چاہیے وہ محض بارکش ہے۔ جس طرح کوئی انسان یا جانور بوجھ سے لدا مگر اس کا استعمال نہ کرسکتا ہو" (بھومکا صفحہ ۱۹) لیکن مرے پر سو دُرّے اس ملک پر ویدوں کو نیست کرنے والے جین لوگ مسلط ہوئے "آریہ ورت میں اس طرح تین سو برس تک جینیوں کا

راج رہا۔ لوگ ویدوں کے اصل مطلب وغیرہ سمجھنے سے محروم ہو گئے۔ یہ قریباً اڑھائی ہزار برس کی بات ہے"۔ انہوں نے ویدوں کے پڑھنے پڑھانے یگیو پویت اور برہم چریہ وغیرہ کے ویدک اصولوں کے رواج کو بھی اڑا دیا۔ جہاں جتنے وید وغیرہ کتب مقدسہ پائیں تلف کر دیں۔ آریوں پر بھی بہت سا ظلم کیا۔ اور ان کو ایذا پہنچائی جب وہ خوف اور شرم اتار بیٹھے تو اپنے مذہب کے پیرو گرہستیوں اور سادھوؤں کی عزت اور وید کے راستہ پر چلنے والوں کی بے عزتی کرنے لگے تعصب سے سزائیں دینے لگے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۶۹ و ۳۶۷) اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح پرشرام نے چھتریوں کا ملیس تاش کر دیا تھا۔ اور نئے چھتری بنانے پڑتے تھے اس طرح ان تین سو سال کے اندر ویدوں کو جینیوں نے نابود کر دیا۔ اور شنکر آچاریہ نے از سر نو ویدوں کو پیدا کیا۔ مگر معلوم ایسے ایسے کتنے حوادث اس سے پہلے بھی اس دو ارب سال کی مدت میں ہو چکے جو ویدوں کی عمر بتائی جاتی ہے جن کی خبر سوامی جی کو کچھ نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک عبرت ناک اور درد ناک قصہ ہے لیکن بل بے تمہارا اندھا وشواس یہ کہتے شرم نہیں آتی کہ "وید دنیا کے شروع سے اب تک برابر قائم رہے ان میں سر مو فرق نہیں آنے پایا" (دیباچہ نہال سنگھ ص ۱۰)

لیکن دو گنے وید صرف مر ہی نہیں گئے۔ بلکہ بھولے بسرے ہو گئے اگر مرگھٹ سے لوٹ کر آجاویں تو کوئی پہچانتے بھی نہیں اور دروازے کے اندر گھسنے نہ دے۔ نہال سنگھ صاحب فرماتے ہیں "یہاں کے لوگ تقریباً پانچ ہزار برس کے عرصے ویدوں کے رواج بند ہو جانے کے باعث اپنے قدیم دھرم

کو اسقدر بھول گئے ہیں کہ اب وہ انہیں اوپرا معلوم ہوتا ہے۔ اُسے سُن یا دیکھ کر نہ صرف طبیعت نفرت کرتی ہے بلکہ اس کا اصلی اور سچی حیثیت میں پیش کرنیوالا دشمن نظر آتا ہے ...... جب سوامی جی جیسے سچے مہرشی نے پانچ ہزار برس کے بعد پھر ویدوں کی اصلی سدھانتوں کو پھیلانا شروع کیا ...... انہیں وہ سچائیاں ایسی بری معلوم ہونے لگیں کہ وہ اس کی روشنی کو روکنے کے لئے پردے تاننے اور دروازے بند کرنے لگے" (دیباچہ مترجم ص ۱۰) بس یہی حالت ہے جس کے لحاظ سے کسی کتاب یا دین یا زبان کو مردہ کہتے اور وہ یہی مردہ (یعنی غیر مروج) وید ہیں جن کے چلانے (یعنی شائع کرنے) کی کوششوں میں پنڈت دیانند نے اپنی عمر عزیز گنوائی۔ مگر وید کو نہ جینا تھا نہ جیا۔ ہاں آریہ سماج ضرور قائم ہو گئی۔ یعنی پکائی کھیر ہو گیا دلیا۔ لیکھرام کے کسی رسالہ کا نام ہے "مردہ ضرور جلانا چاہیئے"۔ اس پردہ میں یہی راز مخفی ہے۔ ورنہ مردوں کو گاڑنا یا جلانا ندی میں بہانا یا پرندوں کو کھلانا سب برابر ہے۔

اگر کوئی کہے کہ زبان سنسکرت کے عالم تو اس وقت بھی ہندوستان میں موجود ہیں گو خال خال ہی سہی اور پہلے بھی موجود رہے ہیں تو اس کا جواب آریوں کی زبان سے سُن لیجئے "سنسکرت کی مروجہ کتابیں پڑھنے سے وید سمجھ میں نہیں آ سکتے"۔ "سنسکرت کو سمجھنے کے لئے تمام عمر اس کے مطالعہ میں صرف کرنے کی ضرورت ہے" (نہال سنگھ دیباچہ ص ۱۲) "یورپ کے فرضی سنسکرت دان عالموں" (ایضاً ص ۱۳) کا ذکر کیا ویدک سنسکرت کے مسلم الثبوت استادوں کی شان میں سوامی جی فرما گئے "راون، اُوَٹ، سایَن، مہی دھر وغیرہ جسقدر

ویدوں کے خلاف تفسیریں کی گئیں۔ اور نیز جو انگلستان و جرمنی کے رہنے والوں اور دیگر اہل یورپ نے انہیں کے مطابق اپنے اپنے ملک کی زبانوں میں کچھ کچھ ترجمہ کیا ہے۔ اور نیز جو بعض آریہ ورت کے لوگوں نے انہی سے ملتے جلتے پراکرت (ہندی وغیرہ) زبانوں میں ترجمے کئے ہیں یا اب کرتے ہیں۔ وہ سب غلطیوں سے پُر اور اصل سے دور ہیں" (بھومکا صفحہ ۳۰۳) "ملک آریہ ورت کے باشندوں یعنی سائیں اور مہی دھر وغیرہ کی تفسیروں میں ایسی ایسی غلطیاں موجود ہیں" (ایضاً صفحہ ۳۰۸) "سائیں اچاریہ وغیرہ نے جو زمانہ سازی کے خیال سے دنیا میں عزت حاصل کرنے کے لئے اپنی اپنی مرضی کے مطابق تفسیر بنا کر مشہور کی ہیں ان سے جو بڑا بھاری نقصان پہنچا ہے..... اس کو دور کرنے کے لئے ہم سنہتا کے منتروں کے صحیح صحیح معنی و مطالب کو شاستروں کے مطابق جہاں تک عقل کی رسائی ہے ظاہر کریں گے" (ایضاً صفحہ ۳۰۹) ہمارے دل سے تو بالکل اعتبار اٹھا جاتا ہے۔ اب ہم اس گئے گذرے زمانہ میں کیسے مان لیں کہ سوامی جی سائیں اور مہی دھر سے علم و فضل میں بڑھ کر ہیں اور اغراض نفسانی میں گھٹ کر کیونکہ ان لوگوں کو تو ایسے زمانہ میں مقبولیت حاصل ہوئی جب علم سنسکرت نسبتاً زیادہ رائج تھا اور ان کے دعووں کو پرکھنے کی بہتر قابلیت لوگوں کو تھی۔ مگر ویدوں کی طرف سے ہم مایوس ہو جاتے ہیں جب ہم آریوں کو یہ کہتے سنتے ہیں کہ وید فہمی کے لئے آٹھ شرائط لازمی ہیں جن میں علاوہ عالم ہونے کے رشی اور تپیشری ہونا اور غیر متعصب ہونا بھی داخل ہیں (نہال سنگھ دیباچہ صفحہ ۲۷ مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب) یہ تو کسی واعظ کا مبالغہ تھا

دیانند اور ویدک علم | دراصل یہ ویدک دھرم اور وید ماننے والوں کی سچی کہانی ہے

اور آریوں کی زبانی اور اس سب کا ماحصل یہ ہے کہ "سوامی دیانند سرسوتی جی اس زمانہ میں ویدک ودیا (علم وید) کے ایک ہی بے مثل عالم ہوتے ہیں" (ایضاً صفحہ ۲۸) تو وید کیا ہے؟ قطب شمالی ہے جس تک پیری یا کک کی طرح صرف دیانند کو رسائی ہوئی مگر وہاں تو تصدیق کا امکان ہے یہاں وہ بھی نہیں ❊

آریوں کی جہالت | اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تم نے ان بزرگوار کے علم کی تھاہ کیسے لی تم دیانند ثانی نہیں کہ بحکم ولی را ولی می شناسد تم کو اطمینان ہو جاتے اگر یہ تمہارا محض حسن ظن ہے تو تحسین ناشناس سے زیادہ نہیں۔ تم کو اعتراف ہے کہ نہ تم سنسکرت کے ماہر ہو نہ تمہارا باپ تھا۔ تم لوگوں کی سنسکرت دانی اس سے عیاں ہے کہ ایک ذرا سی کتاب رگوید ادی بھاشیہ بھومکا تمہارے رشی کی ہے اس کی نسبت تم کہتے ہو کہ "آریہ لوگ بھی زیادہ سنسکرت اور آریہ (ہندی) بھاشا سے ناآشنا ہونے کے سبب سے مطالعہ سے محروم رہتے ہیں"۔ بلکہ آپ بھی فرماتے ہیں کہ "ہمارے خیال میں اس کتاب کو شاید ہی کسی نے اصل سنسکرت میں پڑھا ہوگا" (ایضاً صفحہ ۵) بلکہ تم تو وہ لوگ ہو جو ہندی نہیں جانتے۔ اور رادھا کشن مہتہ اپنے ترجمہ ستیارتھ پرکاش کے دیباچہ میں رقمطراز ہیں کہ "تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ ہندی بھاشا نہ جاننے کی وجہ سے پچانوے فیصدی ممبران آریہ سماج سوامی جی کی تصنیفات کے فیض سے محروم ہیں"۔ (ص الف)

کانا راجہ | پس ہماری بلا سے جو سوامی جی ویدک ودیا کے ایک ہی بے مثل عالم نکلے جب وہ نہ تھے تو کیا بگڑ گیا تھا اور اب جو ہو گئے تو کیا بنا گئے۔ مگر تمہارا تو ل بے سند ہے سرسوتی جی کی علمیت مسلمہ نہیں۔ ہندوستان کے نامی گرامی پنڈتوں نے ان کی

سنسکرت دانی پر جج کی اور ابودہ نوارن لجمی اور ان کے وید بھاشیہ کی دھجیاں اڑائیں۔ اور سوامی جی کا اپنا قول ہے کہ ویاس وجیمنی کے زمانہ میں مجھ ایسوں کو کوئی پنڈت بھی نہ کہتا اور جب تم سوامی جی کو ویدک ودیا میں وحید عصر کہتے ہو، تو ہم اس کے جواب میں وہی کہہ سکتے ہیں، جو سوامی جی نے میکس ملر کی شان میں فرمایا تھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس قدر سنسکرت میکس ملر پڑھے ہیں اور کوئی نہیں پڑھا یہ بات صرف کہنے کی ہے۔ کیونکہ جہاں کوئی درخت نہیں، وہاں ارنڈ کا درخت ہی بردھان ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۵۲)

وید فہمی ناممکن | خیر ہم قصہ کوتاہ کئے دیتے ہیں۔ اگر سوامی جی اپنے عقیدہ میں سچے تھے تو وہ وید ہرگز نہیں سمجھے اور نہ کوئی اور سمجھ سکتا ہے اور تمہارا ان کی شان میں مبالغہ کرنا پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند کی مصداق ہے یہ بات بھی ہم سوامی جی کے اپنے اقوال سے مبرہن کرتے ہیں کان لگا کر سنو۔

سنسکرت انسانی زبان نہیں | (۱) وید سنسکرت میں نازل کئے جو کسی ملک کی زبان نہیں ...... تاکہ ہر ملک کے باشندوں کو اس کے پڑھنے پڑھانے میں یکساں محنت درکار ہو یہی الیشور طرفدار نہیں ٹھہرتا (ستیارتھ پرکاش باب ۸ صفحہ ۲۵۹) عجیب منطق ہے کہنا یہ چاہیئے تھا "تاکہ ہر ملک کے باشندے اس کے پڑھنے پڑھانے سے یکساں محروم رہیں اور وید کا عدم وجود برابر رہے" بھلا جو زبان کسی ملک کی بھی نہ ہو اس کو کسی ملک والے کیونکر سمجھ سکتے ہیں اور مہرشی کی شکایت بجا ہے کہ اس کو راون ساین، مہی دھر، یا میکس ملر، ولسن، گرفتھ، پادری، ٹش چندر دت، جوالا پرشاد وغیرہ دیسی یا پردیسی پنڈت نہیں سمجھے۔ بلکہ شکایت تو جب ہو اگر دیانند خلاف شرتی

الہٰی ویدوں کو مثل منطق الطیر کے سمجھ لیں۔

گھوم کے ناک پکڑنا | (۲) مگر ابھی اس سے بھی ایک عجیب تر بات سنئے "پیدائش دنیا کے آغاز میں پرماتمانے اگنی۔ وایو۔ آدتیہ اور انگرا رشیوں کی آتما میں ایک ایک وید نازل کیا" "پرماتما نے پیدائش کے شروع میں آدمیوں کو پیدا کر کے اگنی وغیرہ چار رشیوں کے ذریعہ چاروں وید برہما کو عطا کئے یعنی اس برہما نے اگنی وایو آدتیہ اور انگرا سے رگ وید سام وید اور اتھرو وید کو حاصل کیا" ایضاً[1] (صفحہ ۲۵۱-۲۵۲)

[1] دیانند خلاف شرتی - یہ دونوں عبارتیں دراصل سوامی دیانند کا ترجمہ ہیں شت پتھ اور منوسمرتی کے شلوکوں کا اسی لئے ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج نے اپنے ترجمہ میں ان کو علامت اقتباس کیساتھ درج کیا ہے اور سوامی جی نے اس کے ساتھ ساتھ اصل سنسکرت کو بھی نقل کر دیا ہم سوامی جی کے ترجموں کی کیفیت دکھانے کے لئے ناظرین کے روبرو اس کو بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں پہلی سند یہ ہے۔

अग्नेर्ऋग्वेदो वायो यजुर्वेदः सूर्यात्साम
वेदः शत० ११ ।४।२।३

جس کا لفظی ترجمہ اسقدر ہوتا ہے۔ اگنی سے رگ وید۔ وایو سے یجر وید سورج سے سام وید۔ دوسری سند یہ ہے

अग्निवायुरविभ्यस्तु त्रयं ब्रह्म सनातनम् दुदोह यज्ञ
सिद्ध्यर्थ मृग्यजुःसाम लक्षणम् मनु० १।२३॥

جس کا لفظی ترجمہ یہ ہوتا ہے "اگنی وایو روی سے تین برہم (وید) قدیم دوہے گئے یگ سدھ کرنے کی خاطر یعنی رگ یجو سام صفت والے" اگنی کے معروف معنی آگ ہیں وایو کے ہوا اور روی اور سورج مترادف لفظ ہیں یعنی سورج بہر حال اس میں شک نہیں یہ بتا کہ نام بنام رگ یجر سام کیطرف اشارہ ہے اور ان کی تعداد بھی بتادی گئی ہے اگر سوامی جی بڑی دلیری کیساتھ تین کا چار کرتے ہیں اور ایک چوتھے کا نام بھی شامل کرتے ہیں اور یہ غضب تھا کہ

یہ کیا خرافات ہے۔ اس قدر گھوم کر ناک پکڑی جاتی ہے اور اس کو خدا کا فضل بتایا جاتا ہے۔ اگر یہی منظور تھا کہ چاروں وید برہما کو عطا کر دیئے جائیں تو پھر ایک ایک کو پہلے ایک ایک رشی کے من میں ڈال کر بعد چاروں کے ذریعہ ان سب کو اس پانچویں تک پہنچانا ظرافت نہیں تو اور کیا ہے ◆

(۳) اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگنی وغیرہ رشی لوگ تو اس سنسکرت زبان کو نہیں جانتے تھے پھر ویدوں کا مطلب اُنہوں نے کیسے سمجھا۔ اپنے سوال کا جواب دیانند خود دیتے ہیں "پرمیشور نے سمجھایا اور دھرم آتما یوگی مہارشی لوگ جب کبھی جس جس منتر کے معنی جاننے کی خواہش کر کے دھیان میں قائم ہو۔ پرمیشور کے سروپ میں سمادھی لگا کر ٹھیرے تب ہی پرماتما نے ان منتروں کے معنی ظاہر کئے" (ص ۲۷۹)

اس جواب سے تو عقدہ حل نہیں ہوتا کیونکہ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پرمیشور نے کیسے سمجھایا؟ ویدوں کی سنسکرت تو رشی سمجھتے نہیں کیونکہ وہ ان کی زبان نہ تھی۔ تو اس کا مطلب کس زبان میں رشیوں کو سمجھایا اور کس طرح؟ اس کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ اسی زبان میں جو رشیوں کی تھی یعنی ویدک سنسکرت کو خدا نے رشیوں کی زبان میں ترجمہ کر دیا۔ کچھ اس طرح جس طرح نہال سنگھ سوامی جی کی بھومکا کا ترجمہ اردو میں کرتے ہیں ◆

(۴) مگر سوامی جی اس مشکل کو اس طرح حل نہیں ہونے دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ پرمیشور اپنے وید ودّیا کا اُپدیش جیو میں موجود ہو کر جیو آتما میں ظاہر کر دیتا ہے

بھی آپ کو یا آپ کے چیلوں کو شرم نہیں آتی ◆

پھر وہ آدمی اپنے منہ سے آواز کے ذریعہ دوسرے کو سناتا ہے" (ص ۵۶)۔ اگر یہی سچ ہے تو اگنی وغیرہ رشیوں کو ویدک سنسکرت نہیں عطا ہوئی تھی بلکہ ان کو دل ہی کے اندر گیان (الہام) ہوا تھا۔ اور اس گیان کو انہوں نے اپنے اور اپنے دیش والوں کی زبان میں جس کو برہما بھی جانتے تھے "اپنے منہ سے آواز کے ذریعہ" برہما کو پڑھا دیا۔ چنانچہ اسی کے مطابق رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا میں دیانند خود کہتے ہیں کہ گیان (علم یا باطن) میں پریرنا (الہام یا تحریک) ہوئی (ص ۱۰)
اگر یہ سچ ہے تو ویدک سنسکرت خالص رشیوں کی زبان ہوئی اور ویدوں کی عبارت اُن کی انشاء ◆

(۵) مگر سوامی جی نہ اپنے مقدمات درست کرنا چاہتے ہیں اور نہ ان کے منطقی نتیجہ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ ایک اُلجھی ہوئی تقریر کے بعد جو آپ کی ذہنی سراسیمگی پر شاہد ہے۔ باصرار فرماتے ہیں کہ "ہمہ دان کے سوائے کسی کو طاقت نہیں ہے کہ اس قسم کا تمام مخزن علوم شاستر بنا سکے .... وید پرمیشور کے بنائے ہوتے ہیں" (ستیارتھ پرکاش ص ۲۶۱ و ۲۶۲) اور ان کے الفاظ و معنی اور ان کا باہمی ربط سب کچھ (ایضاً ص ۲۶۱ و بھومکا ص ۱۵۱)

(۶) ہم کو کیا غرض کہ سوامی جی کے خیالات میں جو ربط کی صلاحیت نہیں رکھتے ربط دیں یا اُن کے ترجمہ کو درست کریں یا اُن کے حوالوں کی غلطیاں فاش کریں یا ان کے الفاظ میں معنی ڈالیں۔ ہم کو اس جگہ صرف ان کی مسلمات سے بحث ہے وہ چاہے کیسے ہی لغو کیوں نہ ہوں اور ان کا خلاصہ اس قدر ہے کہ ویدک سنسکرت کسی ملک کی زبان نہیں اس کو فطرۃً کوئی سمجھ نہیں سکتا

وید کو برہما بھی نہیں سمجھتے

برہما بھی نہیں۔ ایک ہی ممکن طریقہ اس کو سمجھنے کا ہے جس کو صرف "دھرم آتما یوگی مہارشی" برت سکتا ہے۔ جس کو یوگ کا آٹھواں یعنی سب سے اعلیٰ درجہ سمادھی کا حاصل ہو چکا ہو۔ اور صرف ایسے ہی لوگ "جب کبھی جس جس منتر کے معنی جاننے کی خواہش کر کے دھیان میں قایم ہو پرمیشور کے سروپ میں سمادھی لگا کر ٹھہرے تب ہی پرماتما نے ان منتروں کے معنی ظاہر کئے" (صفحہ ۲۵) اور آریہ سماج اس وہم کو حق جانتی ہے۔ مترجم بھوومکا تاکید سے کہتا ہے "صرف تپ (محنت وریاضت) کرنے والے رشیوں کو ویدوں کے معنی کا علم ہو سکتا ہے (صفحہ ۲۷)"۔

سمادھی | یہ بڑی کٹھن منزل ہے بغیر سمادھی میں جانے ویدوں کا مطلب نہیں حل ہوتا اور سمادھی بھی اس کی برحق جو "دھرم آتما ہو اور "یوگی" اور ان سب پر "مہارشی" ہمیں ڈر ہے کہ اردو داں کہیں یہ نہ سمجھیں کہ ویدوں کے معنی گور میں معلوم ہوتے ہیں۔ پس ہم بتلا دیں کہ کہ "سمادھی کیا بلا ہے۔ سوامی جی فرماتے ہیں "دھیان جب محض اسی شے کا جس کا دھیان کیا جاوے خیال ہو اور اپنی حالت اس طرح محو ہو جاوے کہ اپنے آپ کو بھول جاوے۔ سمادھی نامزد ہے ..... دھیان اور سمادھی میں یہ فرق ہے کہ دھیان میں دل کے اندر دھیان کرنیوالے دھیان اور اس شے کا جس کا دھیان کیا جاوے تینوں کا خیال قایم رہتا ہے اور "سمادھی" میں محض پرمیشور کی ذات اور اس کے سروپ میں محو و مسرور ہو کر اپنے وجود سے بےخبر ہوتا ہے" (بھومکا صفحہ ۱۷۱) اب مشکل اور بڑھ گئی اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک شخص از خود رفتہ ہو گیا یعنی "اپنے وجود سے بےخبر"۔ تو اگر اس نے کسی وید کے منتر کے معنی خدا سے سمجھ لئے تو پھر وہ جو اپنے نفس کو بھول گیا اور فنا فی اللہ ہو چکا

وہ کسی دوسرے اور تیسرے کی طرف توجہ منتقل کر کے اپنا سمجھا ہوا منتر غیر کو کیسے سمجھا سکے۔ اور اس کو اس سے غرض کیا۔

ویدوں کے منتر | (۲) اب اگر ہم سوامی جی کو مشکور کرنے کی خاطر خواہ مخواہ مان بھی لیں کہ ویدوں کے ناگفتنی کو کوئی کسی طرح سوتے جاگتے سمجھ گیا اور دوسروں کو سمجھانے کے بھی قابل ہو گیا۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے اور ان کا گیان کہاں ہے؟ اس کا جواب سوامی جی نے یہ دیا "جس جس منتر کے معنی پہلے پہل جس جس رشی پر کھلے اور جس نے دوسروں پر بھی معنی ظاہر کئے۔ اس منتر کے ساتھ اس رشی کا نام یادگار کے طور پر آج تک چلا آتا ہے۔ جو کوئی رشیوں کو منتروں کا بنانیوالا بتا وے اس کو دروغ سمجھنا چاہیئے"۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۹) چاہیئے تو یہ تھا کہ وہی رشی جن پر وید نازل ہوئے تھے۔ سمادھی میں ٹھہر کر معنی وید دریافت کرتے۔ اور ان معنوں کو جہان کے لئے چھوڑ جاتے پر ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ یہاں سب باتیں الٹی ہیں۔ واضح ہو کہ ویدوں میں ہر سوکت کے عنوان پر اس کے وزن اور دیوتا کے نام کے ساتھ کسی نہ کسی رشی کا نام بھی درج ملتا ہے۔ مثلاً گوتم کنوہ وشیشٹھ۔ وامدیو۔ وشوامتر۔ بھاردواج وغیرہ وغیرہ اور رگ وید کے اندر ایسے کوئی ڈیڑھ دو سو نام آتے ہیں مگر یہ عنوان متن وید سے خارج الذکر مانے گئے ہیں لیکن اگر یہی لوگ بزعم شما اصلی مفسر وید تھے۔ تو ان کو اگنی وایو آدتیہ انگرا وغیرہ کا ہمعصر ہونا چاہیئے تاکہ ویدوں کے متن کے ساتھ ساتھ ان کی تفسیریں بھی موجود رہیں ورنہ عبارت وید بغیر تشریح معنی مہمل رہیگی۔

ویدوں کی عمر | ویدوں کو خدا نے پیدائش دنیا کے آغاز میں نازل کیا" جس کو "ایک ارب ۹۶ کروڑ ۸ لاکھ ۵۲ ہزار ۹ سو ۷۶ برس

گذر گئے[۱]" وقت تصنیف بھومیکا (بھومکا صـ۱۳) اور ایشور نے ویدوں کو کل نوع انسان کے فائدے اور سچے علوم کے ظہور و اشاعت کے لئے بنایا ہے" (ایضاً صـ۱۹۳) پس لفظ اور معنی کی طرح ان تفسیروں کو وید کے ساتھ توام ہونا چاہیئے۔ مگر بڑا افسوس

منوسمرتی وید کے ہم عصر

ہے کہ وید کی کسی ایسی ہم عمر تفسیر کے وجود کی بھی سوامی جی کو خبر نہیں۔ حالانکہ آپ تحقیق کر کے ایک کتاب کا نام بتلاتے ہیں یعنی منوسمرتی کا جو "سرشٹ کی آدی میں ہوئی" یعنی پیدائش کے آغاز میں (ستیارتھ پرکاش ہندی طبع ہشتم صـ۲۰۹) مگر یہ کتاب ویدوں کی کوئی تفسیر نہیں۔ پس آریوں کے کسی مصرف کی بھی نہیں۔

برہمن گرنتھ

(۸) پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وید کی تفسیر کہاں سے آئی۔ اس کا کچھ جواب سوامی جی نے اس عبارت میں دینا چاہا ہے "جب آتماؤں میں وید کے معنی ظاہر ہوئے۔ تب رشی منیوں نے وہ معنی اور رشی منیوں کی زندگی کے حالات والی کتب تیار کیں۔ ان کا نام براہمن رکھا یعنی برہم جو وید (کا نام) ہے اس کی شرح" (ستیارتھ پرکاش صـ۳۰۹)۔ زمانہ قدیم سے ہندوؤں کی اصطلاح میں براہمن بھی وید میں داخل ہیں۔ کیونکہ علاوہ اور رشیوں منیوں کے بتائن رشی کا قول ہے کہ منتر اور برہمن دونوں کا نام وید ہے"۔ تو اگر براہمن کسی معنی میں وید کی شرح مانی جاویں۔ تو کہہ سکتے ہیں کہ منتر معہ اپنی شرح کے ہمیشہ سے چلے آئے یعنی تلفظ و

[۱] مترجم صاحب فرماتے ہیں کہ سوریہ سدھانت کے حساب کے رو سے سوامی جی نے غلطی سے ۹۷ لاکھ ۸۰ ہزار سال بڑھا دیئے۔ مگر اس مدت عمر دنیا میں ۵۰ لاکھ سال کا ہیر پھیر کچھ بھی قابل لحاظ نہیں

معنی ہمیشہ توام رہے مگر افسوس سوامی جی یہ بھی نہیں مان سکتے آپ صرف منتر سنہتا کو وید بتلاتے ہیں[۱] (بھومکا صـ۵۵) اور ان کے علاوہ براہمن کے[۲] نام کی کتابیں جن میں ان کی شرح ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور نیز ویدوں کی ایک ہزار ایک سو ستائیس شاکھائیں جو وید کے منتروں کی شرح ہیں[۳] جہاں تک وید کے مطابق ہیں مستند ہیں" (بھومکا صـ۱۰۱) ہم نہیں سمجھ سکتے کہ سوامی جی کیا کہنا چاہتے

[۱] وید کا نیا پرانا — حق یوں ہے کہ سوامی جی نے محض حسن اتفاق سے یہ ایک بات ٹھیک کہدی اور اگر وہ کسی اصول تحقیق کے پابند ہوتے تو نہ صرف اسی قدر مانتے کہ براہمن گرنتھ چاروں ویدوں کے بعد میں بلکہ یہ بھی مانتے کہ چوتھا اتھروید پہلے تین ویدوں کی مدتوں کے بعد وجود میں آیا بلکہ وہ یہ بھی مانتے کہ رگوید کا دسواں منڈل اس کے دوسرے حصوں کی مدت بعد ملحق کیا گیا۔ اور کہ رگوید کے اندر قدیم اور قدیم تر اور قدیم ترین سوکت بھی موجود ہیں اور جدید بھی ایسے جن کے اندر ان کے بنانے والوں کا نام موجود ہے اور ایسے بھی جن کے مصنف کا پتہ نہیں۔ ہاں وہ یہ بھی مانتے کہ سام وید رگوید کے ساتھ نازل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اس کے لئے کسی دوسرے رشی کا ہونا ضرور نہیں کیونکہ وہ سارا رگوید کے اندر سے انتخاب کیا گیا۔ اور بہتر ایسے منتر اس کے اندر ہیں جن کا پتہ اس وقت رگوید میں نہیں چلتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو متن وید اب ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ نقصان سے خالی نہیں۔ سام وید کے انتخاب کے وقت رگوید کی متن اور تھی۔

[۲] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی شاکھاؤں کے متعلق کسی بڑے مغالطہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ یا ممکن ہے کہ جو کچھ عوام کو آپ سکھلاتے ہیں۔ خود اس سے بہتر علم رکھتے ہوں۔

تھے۔ کسی کتاب کا ویدوں کے مطابق ہونا اور نہ ہونا تو اسی وقت آشکارا ہو۔ جب پہلے ویدوں کا مطلب حل ہو چکے اور اگر ہم براہمن گرنتھوں کو مستند تفسیر وید کی نہیں مان سکتے تو کہنا پڑا کہ ویدوں کی تفسیر کوئی ہے ہی نہیں۔ اور وہی بات برقرار رہی کہ وید کسی ملک کی زبان میں نہیں۔ ان کو کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ پس اس کی تفسیر کوئی کیسے کرے اور بغیر تفسیر کئے ہوئے کسی مفروضہ تفسیر کا صحیح یا غلط ہونا کیسے معلوم ہو سکے۔

براہمن غیر مستند ناظرین کو اب یہ سُن کر ہنسی آئیگی۔ کہ پنڈت کرپا رام شرما آریہ سماجی نے ایک ٹریکٹ لکھا ہے۔ جس کا نام ہے "کیا شت پتھ وغیرہ ملاوٹ سے خالی ہیں؟" اور جواب دیا ہے کہ یہ براہمن گرنتھ محرف ہیں اور شت پتھ جو ان میں بہت بڑے پایہ کا ہے۔ اس کا زمانہ ہم کو وام مارگ کا آغاز جو مہابھارت کے قریب ہوا بتلایا جاتا ہے۔ اب سوچنے کی بات ہے کہ کیا کوئی کتاب جو پانچ ہزار یا دس ہزار یا ایک لاکھ برس کی بھی پرانی ہو۔ ایسی کتاب کی بھی شرح ہو سکتی ہے۔ جس کی عمر دو ارب سال کے قریب ہو اس مدت کے آگے یاسک کا زمانہ ہو یا مہی دھر کا اور یا آپ کا سب کل کی بات ہے اور کسی کو قدامت کا رتبہ حاصل نہیں پس ماننا پڑا کہ ویدوں کی کوئی قدیم تفسیر موجود ہی نہیں۔ یہی پنڈت کرپا رام صاحب یہ بھی بتلاتے ہیں "کہ ویدوں کی پرانی ویاکھیاں یعنی پرانی

شاکھائیں ناپید شاکھائیں جو قریباً ۱۱۳۱ کے ہیں لوپ ہو گئیں۔ اس وقت قریباً آٹھ نو کا پتہ ملتا ہے۔ باقی کا نام تک بمشکل معلوم ہوتا ہے۔" رگوید کے پہلے منتر کی ویاکھیا، نہیں معلوم کتنی مدت تک وید کے الفاظ قالب بیجان کی طرح

معنی سے خالی رہے کہ پھر ایک زمانہ آیا اور ان کے معنی کو براہمن گرنتھوں نے حل کیا اور وید کی شاکھائیں ایک ہزار ایک سو سے زیادہ لکھی گئیں۔ اور پھر ایک زمانہ آیا جس کو کوئی ۵ ہزار برس کی مدت بتلایا جاتا ہے جب سے براہمن گرنتھ محرف اور غیر مستند ہو گئے۔ ان میں وام مارگیوں نے ملاوٹ کر دی اور وہ سوا ہزار شاکھائیں بھی لوپ ہو گئیں۔ اور معنی وید مفقود ہو گئے اور دنیا جہالت اور تاریکی میں ڈوب گئی پھر بھی بڑے اطمینان سے سوامی جی فرماتے ہیں "پرماتما نے سب آدمیوں پر مہربانی کر کے ویدوں کو نازل کیا ہے تاکہ انسان جہالت کی تاریکی سے نکل کر اور توہمات سے آزاد ہو کر علم دینی اور دنیوی کے آفتاب سے فیض پا کر اعلیٰ درجہ کی راحت حاصل کریں" (ستیارتھ پرکاش ص ۲۶) تو کیا وید پرماتما کے مقصود کو پورا کر رہے ہیں؟ دنیا کا خیال چھوڑ دو ہندوستان کو دیکھ لو وید کہاں ہیں؟ اپنے عقیدہ کو واقعات کے ساتھ مطابق کر لو پرماتما کا مقصود یہی تھا۔ کہ وید کا علم دنیا سے ناپید ہو جائے۔ وید دنیا کی ترقی میں سدّ راہ تھے۔ حضرت نے آپ ان کو اٹھا کر پھینک دیا۔

مہرشی بہرکیف اب عیاں ہو گیا کہ دیانند کے عقیدہ کے موافق ویدوں کے معنی سمجھنے کی طرف سے پوری مایوسی ہے۔ اور وہ عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ ان کے چیلے کیوں ان کو مہرشی کہنے لگ گئے حالانکہ نہ وہ یوگی تھے نہ ان کو کوئی سدھی حاصل ہوئی نہ سمادھی لگا کر بیٹھے نہ رشی ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ سب کچھ محض اس غرض سے ہو رہا ہے کہ کسی طرح ان کا وید بھاشیہ جو مردود ہو چکا ہے مقبول ہو جائے مگر بھولے بھالے سماجیوں کو چاہیئے کہ پہلے گرو جی کی اس آن بان سے جو ٹوکو حل

کریں۔ جس کی کوئی کل نہیں بیٹھتی ۔

صائفر کوڈ مصر کے میناروں کے اندر ایک قسم کے تصویری حروف کندہ ملتے ہیں جن کی ترکیب سے عبارت لکھی گئی ہے۔ زمانہ دراز تک ان کو کوئی نہ سمجھا۔ وہ راز سربستہ رہے۔ بعد مدت دریائے نیل کے دہانہ کے قریب ایک پتھر دستیاب ہوا۔ جو اُن حرفوں کی کنجی تھی۔ اور اب اس کلید کی مدد سے وہ کتبے پڑھے جا سکتے ہیں بہر کیف اسی طرح ایک قسم کا صائفر کوڈ رائج ہے۔ خاص خاص الفاظ جن کے خاص خاص معنے مقرر کر لئے گئے۔ اور خاص خاص اشخاص کو ان کا علم ہوتا ہے۔ ملکی اور جنگی خبریں خطوط اور تار میں اُنہیں الفاظ کے ذریعہ اس طرح پہنچائی جاتی ہیں کہ غیروں کو اُن پر اطلاع نہ ہونے پائے۔

وید بھاشیہ سیاہی کا ٹیکہ پس وید بھی اسی قسم کے الفاظ سے مرکب ہے جن کی کنجی کھو گئی یعنی جن معنوں کا وہ نشان بنائے گئے تھے وہ محو ہو چکے پس وہ سرتاپا مہمل و لچر رہ گئے جس کی جتنی ہمت ہو ان کو کھینچ تان کر اپنی راہ لگائے مہی دھران کی کل بٹھانا اوروں سے اچھا جانتا ہے۔ دیانند تو اپنے سے پہلے تمام بھاشکاروں کی ہجو میں فرماتے ہیں۔ "نئے بھاشیہ ٹیکے بنے جس قدر وہ ٹیکا سیاہی کا ہیں وید پر بٹہ دھبہ لگا ہے" ہم کہتے ہیں اور اب تم کو بھی ماننا پڑیگا کہ آپ نے اپنا بھاشیہ لکھ کر ایک نیا سیاہی کا ٹیکا وید پر لگا دیا۔ پس جو ہم نے کہا تھا۔ اس کو یہاں ثابت بھی کر دیا کہ "وید مردہ" ہیں اور اس کا اقبال آریہ بزرگوں سے کرا دیا۔ مباحثہ میں بشر اور زیادہ کیا کر سکتا ہے۔

ویدوں کی موت پر بنکم چندر چٹرجی کی گواہی اگر بھوجرت اب بھی نہ مانیں تو ہم ایک بڑے

واقف کار بنگال کے یگانہ روزگار راسخ الاعتقاد ہندو پنڈت تعلیم یافتہ گروہ کے جگت گرو موجد بندے ماترم بنکم چندر چٹرجی کے منہ سے اپنے مقولہ کی تائید میں گواہی دلائے دیتے ہیں "ہندوستانی طالب علم کے نزدیک وید تو مر چکے وہ ان کی تعظیم بس اسی طرح کرتا ہے جیسے اپنے مرے ہوئے پتروں کی۔ اور اس کے دل میں کبھی خیال بھی نہیں گذرتا کہ اس کو اس سے زیادہ کوئی اور واسطہ ان سے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وید ہندوستان کے زندہ مذہب کے قائم مقام نہیں بس بنی آدم کو اگر کچھ بھی دلچسپی اُن کے ساتھ پیدا ہو سکتی ہے تو محض تاریخانہ

رام رام ست ہے دلچسپی ہے اور بس"۔ تو بھائی ہندو دیانندیو! بولو رام رام ست ہے۔

احیائے وید پنڈت دیانند نے جو احیائے وید کا دعویٰ کیا اس کی حقیقت بھی سُننے کے قابل ہے۔ آپ نے رگوید پر ایک بھاشیہ لکھنا چاہا تھا۔ جو ناتمام رہا۔ ہاں یجروید پر جو ایک چھوٹی سی کتاب ہے بھاشیہ لکھا۔ اتھروید پر قلم نہیں اٹھایا شاید اس لئے کہ اس میں مارن موہن بسی کرن اور اسقاط حمل وغیرہ کے فحش مضامین زیادہ ہیں۔ ڈرتھا کہیں مہی دھر سے ٹکرا نہ جائیں۔ غرضکہ آپ کا بھاشیہ ایک ایسا

دیانندی بھاشیہ ڈھکوسلا نکلا جس کو علمائے زمانہ نے بندی خانہ یا پوپ کی خوش کہانی یا ایک مخزن قرار دیا۔ اور ملک و قوم نے اسکی کچھ بھی قدر نہ کی اور ان مضامین پر جو لوگوں کو اطلاع ہوئی دہلو ہندو قوم کی عقل جنوں نے خوب اُنکی قلعی کھولی اور ان کے عدم وجود کو برابر کر دیا۔ پس آپ کی ساری کائنات جس کو آریہ ویدوں کی کنجی سمجھتے ہیں رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا ہے۔ جس کو آپ نے اپنی سنسکرت میں لکھا اور ساتھ ساتھ اپنی

دیانندی بھوسکا

بھاشیہ میں اس کا ترجمہ بھی کیا۔ مگر اس کتاب کی بھی جو قدر اس کے عشاق جانبازنے کی اس کا رونا نہال سنگھ مترجم اس طرح روتا ہے " ایک طرح ہمارا ترجمہ بالکل ایک نئی کتاب ہوگی کیونکہ ہمارے خیال میں اس کتاب کو شاید ہی کسی نے اصل سنسکرت میں پڑھا ہوگا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اوّل تو آج کل سنسکرت دان بہت کم ہیں اور پھر ان میں بھی بھاشہ کا ترجمہ موجود ہونے پر اصل کو پڑھنے کی تکلیف اٹھانے والے بہت کم نظر آتے ہیں" ص۵۳ +

دیانندی ترجمہ کی غلطی

اس کتاب مستطاب میں سوامی جی نے پورا ثبوت دیدیا ہے کہ آپ کو ترجمہ کرنے کی کیسی بڑی قابلیت حاصل تھی اور ترجمہ بھی خود اپنی سنسکرت عبارت کا چنانچہ نہال سنگھ صاحب فرماتے ہیں " یہ بھاشا کا ترجمہ اصلی سنسکرت کا پورا ترجمہ نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر سنسکرت کی عبارت کا مختصر مطلب بیان کردیا ہے اور بعض جگہ عبارت کی شرح اصل سے زیادہ بھی کردی ہے اور چند مقامات پر ترجمہ اصل کے خلاف بھی پایا جاتا ہے"۔ اور کسی کسی جگہ تو یہ اندھیر کیا ہے کہ مترجم صاحب کو شرمندگی سے کہنا پڑا " یہ ترجمہ نہ صرف اصل کے خلاف ہے بلکہ اس سے بالکل سدھانت ہی بدل جاتا ہے" (ص۵۳) اب آریہ بھائی سوامی جی کی حمایت کریں تو کیسے کریں ادھر تو وہ نربھرانت (منزہ عن الخطا) ان کی تصنیفات دانش گرفتہ نہیں آرش گرفتہ انسان کی کتاب نہیں بلکہ رشی کی بنائی ہوئی ص۵۵ ادھر ترجمہ ایسا کہ معمولی صداقت اور علمیت والے کے لئے بھی ننگ وعار کا باعث۔ پس عذر گناہ بدتر از گناہ آپ کہتے ہیں۔ کہ ترجمہ کسی اور کا معلوم ہوتا ہے۔ جس سے یہ روشن ہے کہ سوامی جی نے مترجم کے نزدیک

بھی کیسی کیسی فاش غلطیاں کی ہیں۔ اب اگر نہال سنگھ کسی وقت اُن عبارتوں کو جو ہم نے اس کتاب سے نقل کی ہیں کسی اور شخص کا ترجمہ بتلادے تو ہم نہیں سمجھتے کہ ہم اس کو کیا جواب دینگے اور اگر ایسے عذر قبول ہونے لگیں تو مصنفین کتب ہر قسم کی ذمہ داریوں سے بری ہوجائیں۔ مگر سوامی جی کی تصنیفات کی یہ ایک خصوصیت ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص کے لئے اپنی سنسکرت کا صحیح بھاشا ترجمہ کرنا محال ہوگیا تھا وہ ویدوں کی زبان کا کیا خاک ترجمہ کرسکا ہوگا۔ دیانند کے چیلے دفع دخل کے لئے اپنے دوستوں کو یہ پٹی پڑھاتے ہیں کہ " سوامی جی کا ہمیشہ یہ قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی وید وغیرہ کے پرمان کا ترجمہ کرتے ہیں تو لفظ کی جگہ لفظ نہیں رکھتے۔ بلکہ ایک ایک لفظ کی تشریح اکثر ایک ایک اور بعض اوقات ایک سے بھی زیادہ فقروں میں کرتے ہیں۔ جو لوگ سوامی جی کے اس اصول سے واقف نہیں ہیں ممکن ہے کہ ان کو دھوکا ہو اور وہ یہ خیال کریں کہ سوامی جی نے اپنی طرف سے بات بڑھادی"۔ (ص۵۴[1]) بھتی آریوں کی تھرانگی نیاری ہے۔ دُنیا میں کسی صداقت شعار نے ترجمہ کا ایسا اصول آج تک نہیں مانا۔ غرضکہ اس مختصر تحریر سے عیاں ہوگیا کہ مہاجیوں کا دین نہ وید میں ہے نہ وید کے ترجمہ پر نہ اس کی صحیح بھاشیہ پر بلکہ محض سوامی جی کے

[1] نمونہ کے طور پر ہم شت پتھ اور منوسمرتی کی عبارتوں کا دیانندی ترجمہ دکھلا چکے جس سے اس حیلہ کی صداقت روشن ہوجائیگی۔

۳۰ صفحہ تک پڑھا ہے

اقوال پر اور وہ بھی اس طرح سے

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید۔ کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

دیانندی دھرم کی پناہ گاہ

اور یہ کہ ان کا دین ویدک دین نہیں اور نہ وید سے کوئی خصوصیت رکھتا ہے۔ اس ایک موٹی سی بات سے روشن ہے کہ سرزمین ہند کی ہر قوم میں جو نسبتاً سنسکرت کے علم کو زیادہ جاننے والی تھی مثلاً اہل دکن جن میں سے ہندو دھرم کے قریباً تمام مصلحین نکلے جن کے درمیان "اب تک رواج ہے کہ براہمن ویدوں کو حرف بحرف زبانی یاد کرتے ہیں" (دیباچہ بھوم کا سے) اور جن سے دیانند کو بھی تبلاتے ہیں یا اہل بنگال۔ یا باشندگان کاشی۔ ان سب میں دیانندی مت اور دیانندی بھاشیہ مردود ہو گیا۔ حالانکہ یہی وہ لوگ تھے جو ویدوں کے پڑھنے اور سمجھنے والے تھے اور جہان کے پردہ پر سب سے زیادہ پہچان سکتے تھے کہ ویدوں کے ساتھ کس شے کو موافقت ہے مگر اس دین نے اگر پناہ پائی تو ان لوگوں کے درمیان جو وید اور ویدک علوم تو درکنار معمولی سنسکرت سے بھی بے بہرہ تھے بلکہ معمولی بھاشا سے بھی جیسے پنجابی لوگ اور اس کا ذکر ہم اوپر کر چکے اور یہ تو وہی تماشا ہے جو ہندوستان میں ایک دفعہ اور ہو چکا۔ یعنی جین مت کی اشاعت "جس کو بہت لوگوں نے قبول کر لیا تھا لیکن بہار کاشی قنوج مغربی جنوبی مقامات پر رہنے والوں میں سے کسی ایک نے اس مذہب کو قبول نہیں کیا" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۹۶) یہی وہ ممالک ہیں جہاں آریہ سماج نے کبھی جڑ نہیں پکڑی اور یہی وہ ممالک ہیں جہاں وید ودیا کو لوگ کچھ سمجھ سکتے ہیں۔ پس وید کو کس نے جلایا اور وہ کب

اور کس طرح اپنی گور سے نکل آئے۔ سنسکرت جاننے والوں کی تو ایسی کمی کہ دیانند کی سنسکرت کتابیں کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ بلکہ سماجیوں کے درمیان سو میں پانچ ہندی خوان نہیں ملتے تو ہم پوچھتے رہ جاتے ہیں کہ آپ کے احکام عشرہ

آریہ سماج کا تیسرا نیم

(دس نیموں) میں جو تیسرا بڑا حکم ہے اس کے کیا معنے کہ "وید ست ودیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے"۔ پس کیوں سچی بات نہیں کہتے کہ ہمارا وید تو ستیارتھ پرکاش ہے۔ ہم کیا جانیں کہ وید کیا بلا ہے۔ ہم تو دیانند پر ایمان لاتے جو اس نے کہہ دیا وہی وید ہے۔ ہم تو وید وید صرف اس لئے پکارتے جاتے ہیں کہ گرو جی مہاراج وصیت کر گئے کہ "جو کوئی کسی سے پوچھے کہ تمہارا کیا مذہب ہے تو یہ جواب دینا ہے۔ کہ ہمارا مذہب وید ہے یعنی جو کچھ ویدوں میں لکھا ہے ہم اس کو مانتے ہیں"۔ (ستیارتھ پرکاش باب آخر) اگر ہم آریوں کو ان کی ناواقفی اور اندھی تقلید کی وجہ

اندھوں کا اندھا ہادی

سے معذور رکھیں تو الزام سوامی جی پر عاید ہوتا ہے مگر شاید کوئی سماجی آپ کو بری کرنے کے لئے یہ کہدے کہ سوامی جی بھی معذور تھے کیونکہ بہ مقولہ ان کے گورو ورجانند کا ہے۔ "جو ویدوں کے بڑے فاضل تھے۔ ان کا یقین تھا کہ دنیا کے سب علوم کا مخزن وید ہیں...... ویدوں کے پیرو ہونے کی وجہ سے بت پرستی سے انہیں نفرت تھی" (سوانح عمری سوامی جی ہمراہ ترجمہ رادھا کشن صفحہ ۔۔) اور یہی بات یہی ہے کہ جس طرح آریہ بغیر سمجھے بوجھے سوامی جی کی بانی بولنے لگے سوامی جی نے بھی وہی راگ الاپا تھا جو اپنے پیرو مرشد کو گاتے سنا۔ اب انصاف کی بات یہ ہے کہ ہم بیچارے آریوں کو بھی

معذور رکھ سکتے ہیں اور ورجانند کو بھی مگر سوامی جی کو نہیں کیونکہ ان کے ہادی مراحل خداشناسی میں تو اندھے چوپٹ تھے۔ مانا کہ وہ "اشٹادھیا" کے بھی استاد تھے۔ مہابھاشیہ ان کو ازبر تھا۔ مگر وہ سنسکرت کے باہر علوم سے کیا واقف اور اگر انہوں نے "دنیا کے سب علوم کا مخزن وید" کو بتا دیا تو یہ ان کا اندھا دھند تھا۔ انہوں نے دنیا کے علوم کل یا جزو پڑھے کب کہ ان کی نسبت کچھ فرمانے کا استحقاق رکھتے آنکھوں سے تو کچھ دیکھا نہیں تھا۔ کانوں سے سنا تھا اور جو سنا وہ پنڈتوں برہمنوں سے اور سب سنسکرت دنیا کے متعلق ہیں اگر ان سے یہ خطا ہوئی کہ سب علوم کا مخزن وید کو کہہ دیا تو قابل عفو ہے۔ یہ ان کی کوئی زرگانہ جھک تھی کچھ اسی قسم کی یا اس سے بڑھ کر جو آپ نے دیانند کی ساری کتابیں جمنا میں پھنکوا دیں (سوانحعمری صـــل) اندھے کی داد نہ فریاد۔ ہم کو تعجب یہ آتا ہے سوامی جی کو کیا ہوا جو ہندوستان کا گشت لگانے اور پڑھے لکھوں کی صحبت اٹھانے کے بعد بھی وہی سب کی ہانکے گئے اور چیلوں کے کان میں بھی پھونک گئے گویا وہی کھیل کھیلا جو ان سے پہلے اور پنڈے کھیل چکے تھے جس کی شکایت آپ نے خود کی "جب چھتری وغیرہ گیان علم سنسکرت سے بالکل محروم ہو گئے۔ تب ان کے سامنے جو گپ ماری ان بچاروں نے سب مان لی تب ان نام کے برہمنوں کی بن پڑی سب کو اپنے کلام کے جال میں پھنسا کر قابو کر لیا اور کہنے لگے جو کلام برہمنوں کے منہ سے نکلتا ہے وہ گویا سچ مچ بھگوان کے منہ سے نکلا"۔ (ستیارتھ ص ٣٥٢) وہاں برہمنوں کا چھتریوں سے سابقہ پڑا تھا۔ اور یہاں سوامی جی کا کچھ تو ان لوگوں سے جو

انگریزی تعلیم اور مسیحی دین کے پرچار کے زیر اثر ہندو دھرم کو ترک کر کے بمصداق نہ جائے رفتن نہ جائے ماندن۔ ڈانواں ڈول تھے اور کچھ ان نیچ اور ورن شنکر لوگوں سے جو سلطنت انگلشیہ کی معدلت گستری کی وجہ کالیں بنکر جنیو دھاری ہونے اور ہندوؤں کی اونچی ذات میں ملنے کا شوق رکھتے ہیں۔ سوامی جی کے ڈفنس یعنی حمایت میں صرف ایک بات کہی جاتی ہے جس کو ہم اس مضمون کے آخر ضمیمہ میں بیان کرینگے ۔

ستیارتھ پرکاش کا جواب عیسائیوں کی طرف سے

سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش کے ایک باب میں اپنی سمجھ بوجھ اور علمی و اخلاقی مادہ کی مناسبت سے عیسائیوں کے دین پر کچھ اعتراضات کئے تھے جن میں سنجیدگی اور تحقیق کی بو تک نہیں۔ پادری ٹھاکر داس صاحب نے ان کا جواب ستیارتھ پرکاش درپن میں دیدیا اور وہی بس ہے۔ دوسرے آریوں کو عیسائیوں نے منہ نہیں لگایا۔ ان کا قول تھا۔ کہ ہم کبھی التفات بھی نہ کریں۔ بھول کر ان سے بات بھی نہ کریں اور شاید یہی

بھوجدت کی ڈینگ

وجہ ہوئی کہ پنڈت بھوجدت کو گمان ہوا کہ میدان خالی ہے لگے ڈون کی ہانکنے۔ "اظہر من الشمس ہے کہ آریہ سماج کی فلاسفی کے آگے سپاہا تھ باندھے سرنگوں کھڑے ہیں اور اس کے کٹر سے کٹر مخالف بھی آج اس کا لوہا مان رہے ہیں"۔ یہ باتیں سنا کر تو پنڈت جی اپنے بھائیوں کو رجھانا اور شہید کی تجہیز و تکفین کے لئے ٹکے وصول کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ آپ کی طرف سے بدظن ہو چلے۔ اور آپ کو نادان دوست سمجھنے لگے اور ہماری نگاہ میں تو آپ کا مضمون زیر بحث ہولی کی سوانگ "ہاتے لال مرے" سے کچھ بھی زیادہ شاندار نہیں۔

کس نہ آید بزیر سایۂ بوم — ور ہما از جہاں شود معدوم

کیا خوب ہوتا جو آپ پہلے ویدک دھرم کا منڈن کر لیتے اور پھر عیسائیوں اور مسلمانوں کے دین کا کھنڈن کرتے جن کو آپ نے کچھ بھی نہیں پہچانا۔ لیکن آریہ سماجیوں کے پاس منڈن کے لائق تو کوئی چیز موجود نہیں۔ سارا دارومدار کھنڈن پر ہے۔ مگر اس کے لئے ایک خاص قابلیت درکار ہے۔ جو اس گروہ میں شروع سے نہیں دیکھی گئی۔

بائبل پر بحث کرنے کی وجہ

پس ہم پھر پوچھتے ہیں کہ آپ نے بائبل شریف پر کیوں کرم فرمایا؟ پنڈت جی جواب دیتے ہیں کہ الہامی کتاب ہونے کے سات دعویدار ہیں وید مقدس۔ ژند اوستھا۔ تری پاٹھکا۔ پنج کنگ۔ قرآن۔ توریت و انجیل (یعنی بائبل) ہر ایک مدعی کی بغل میں ایک ایک کتاب ہے اور ہر ایک کا یہ دعوے ہے کہ جو کتاب میری بغل میں دبی ہوتی ہے وہی خدا کی کتاب ہے اور جو کتابیں دیگر مدعی بغل میں دبائے پھرتے ہیں وہ جعلی الہامی کتب ہیں"*

بائبل اور قرآن کا رشتہ

یہ کوئی تحقیق کی بات نہیں محض عامیانہ بکواس ہے۔ آخر والی تین کتابیں یعنے قرآن۔ توریت و انجیل ایک دوسری کی ہرگز مکذب نہیں بلکہ ان میں جو پچھلی ہے وہ اپنے سے اگلی کی مصدق۔ ہاں اس قدر سچ ہے کہ ان تینوں کتابوں نے پہلی چاروں کے وجود سے اعتنا نہیں کی۔ ان کو معلوم تھا کہ ہمارے قدموں کی آہٹ ان کے لئے نقارۂ کوچ ہے۔ اور سوائے دیگر اگر ان میں سے کسی کی حق تلفی ہوئی تو اس کی شکایت تم نہیں کر سکتے۔ پھر وید کے وجود کو بمنزلہ عدم تصور کرنے میں ان کی کوئی زیادتی بھی نہیں کیونکہ تم خود مان رہے ہو کہ یہ کتابیں

ایسے وقت میں ظاہر ہوئیں جب وید کئی ہزار سال قبل مر چکے بلکہ نسیاً منسیاً ہو چکے تھے پس سچ صرف اسقدر ہے کہ ہندوستان میں جہاں چاروں ویدوں کا

مہاتما بدھ مکذب وید

مزار ہے اور لوگوں کو ان کا نام یاد تھا۔ جب حضرت بدھ جی نے اپنے دین کی تلقین کی تو انہوں نے ویدوں کی تکذیب کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ بلکہ ان کو خوب پامال کیا۔ پس اگر کوئی بنائے مخاصمت ہو۔ تو ہندوؤں کے اوتار مہاتما بدھ سے ہونی چاہیئے۔ اور ان کی کتاب تری پٹھکا سے نہ بائبل مقدس سے اور پربھو ایشو سے۔ عیسائیوں کیساتھ پنڈت جی کی شاید پہلی گشتی ہے۔ اس لئے ہم قدم قدم پر آپ کی بے راہ روی کو روکتے جاتے ہیں شاید کبھی زیادہ احتیاط سے قلم گھسیٹنا سیکھ لیں *

کیا وید شمالی ہند میں رائج ہے

ہم پھر سوال کرتے ہیں کہ آپنے خاص بائبل پر کیوں توجہ مبذول فرمائی؟ جواب یہ ملتا ہے "چونکہ شمالی ہند میں عام طور پر صرف وید قرآن و بائبل یہ تین ہی ایسی کتب رائج ہیں جن کی نسبت ان کے پیرو الہام کا دعوے کرتے ہیں .... سو وید کی صداقت اور قرآن کی بطالت پر بھی آج تک آریہ سماج کی طرف سے چھوٹی بڑی سینکڑوں لاجواب کتابیں نکل چکیں اور بائبل کے بھی بخوبی بخیئے ادھیڑے جا چکے لیکن چونکہ اصل بائبل عبرانی و لاطینی زبانوں میں ہے اس لئے بائبل کے متعلق ابھی بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ جو بالکل تاریکی میں ہیں پس اس چھوٹی سی کتاب کو آج ہم بائبل کے نذر کرتے ہیں"*

رامائن تلسی داس

اے کاش پنڈت جی کا کوئی مقولہ تو راست نکلتا۔ شمالی ہند میں اگر ہندوؤں کے درمیان کوئی کتاب رائج الوقت ہے۔ تو وہ عارف کامل گوسائیں

تلسی داس کی بے مثل ہر دلعزیز راماین ہے ۔ ہر جگہ اس کے پاٹ کرنیوالے ہر جگہ رام رام سیتا رام ہر جگہ رام لیلا اور اس کے بعد گھری سمجھ داروں میں گیتا اور عوام کالانعام میں ست نرائن کی کتھا جسکو پنڈت لوگ پانچ کر سنا دیتے اور دکشنا لے لیتے ہیں ۔ رہے وید ۔ سو ان کی حقیقت ہم نے بنکم چندر چٹرجی کی زبانی سنوا دی ۔ اب ان کو شمالی ہند میں رائج ماننا حماقت وابلہ فریبی ہے ۔ ہندو دھرم ویدک دھرم نہیں تم خود آج ۳۰ سال سے چلا رہے ہو ۔ جو دھرم ان میں رائج ہے ۔ وہ پورانک دھرم ہے اور اگر آپ آریوں کا نام لیں تو ہم کہیں گے ۔ کہ کے آمدی و کے پیر شدی ۔ وہ کیا جانیں وید کیا ہے ان کے درمیان جو کتاب رائج ہے وہ ستیارتھ پرکاش ہے وہی ان کا وید ہے ۔ مگر نہ اس کو اور نہ اس وید کو جس کا نام ہم ان کی زبان سے سنتے ہیں یہ رتبہ حاصل ہے کہ بائبل یا قرآن کا مقابل و حریف بنے ۔ پھر وید کی صداقت پر وہ کونسی کتابیں ہیں جو آریہ سماج نے لکھیں جن کے بھروسے آپ وید منڈن سے مستغنی ہو گئے؟ ہم کو تو آج تک نہیں پتہ لگا ۔ بہتر ہے ان کتابوں میں جو بہت ہی اعلیٰ پایہ کی ہوں دو چار کھنڈن کے واسطے ہمارے پاس بھیج دیجئے اور اگر آپ نے جھوٹ موٹ ڈرایا ہے تو ایسی کوئی کتاب اب لکھ ڈالئے ۔ غیر ادیان کی کھنڈن میں عمر نہ ضائع فرمائیے ۔

وید منڈن

یہ تو ہم کہہ چکے کہ بائبل کے متعلق آپ کا مضمون ملحدوں کی کاسہ لیسی ہے اور اب یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس بحث میں پڑنے کے لئے آپ کے پاس کوئی حیلہ بھی نہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ آپ اس بحث کے اہل

بھوجدت کی تحقیق کا نمونہ

نہیں چنانچہ دو چار کلمات جو آپ کے قلم سے شروع و آخر میں نکل گئے اُن سے ہر واقف کار پر یہ امر روشن ہو جاتا ہے ۔

مثال کے طور پر ایک آپ کی شروع بسم اللہ کی غلطی ہے ۔ جس کی اصلاح ہم کئے دیتے ہیں وہ یہ کہ "اصل بائبل" لاطینی میں نہیں ہے دوسرا آپ کے مضمون کا ختم بالخیر "جس طرح زمانہ میں محمد صاحب لڑائی بھڑائی کر کے سب سے بڑے خدائی پیغمبر بن گئے ۔ اسی طرح یہوواہ خداوند خدا بن بیٹھا اور انجیل اس ہی خداوند خدا کے قصے کہانیوں و معرکہ آرایوں کے حالات سے بھری پڑی ہے اور بجائے ایک روحانی اور ربانی کتاب ہونے کے بلاشک و شبہ خدا کا جنگ نامہ ہے"

بالیقین یہ باتیں پنڈت جی کی اپنی تحقیق سے ہیں ۔ بلکہ ایسے کندہ ناتراش نہیں کہ ان کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ بائبل کس زبان میں ہے ۔ اور انجیل کیا شے ہے ۔ اگر کوئی عیسائی ایسے بداحتیاط و ناواقف شخص سے گریزندہ چوں تیر ہو تو بے جا نہیں ۔

شاید ہمارے دل میں کبھی شوق ہوتا کہ دیکھیں پنڈت جی نے مسلمانوں کی تردید میں کیا گل افشانی کی ہے ۔ کیونکہ آپ آریہ سماج کے بڑے نام آور رستم ہیں ۔ مگر اس رسالہ میں آپ کی یہ تحقیق سن کر ہمارا اشتیاق سرد ہو گیا کہ "قرآن جس کے لغوی معنے "کتاب" کے ہیں" ۔ اگر ہم کسی وقت یہ لکھیں کہ وید سنسکرت اور پالی زبانوں میں ہیں ۔ اور وید کے لغوی معنے پوستی ہیں اور ان میں کوروں اور پانڈوں کی لڑائی کا تذکرہ ہے تو ہم بھی پنڈت بھوجدت کے ٹکر کے محقق

ہو جائیں *

اب ہم پوچھتے ہیں کہ بائبل کے کیسے بخیئے اُدھڑ چکے تھے۔ کہ آپ کو تسکین نہ ہوئی۔ اور خود بدولت کو تکلیف گوارا کرنا پڑی *

صداقت بائبل پر ثبوت جد کی منہ مانگی دلیل

ہم پنڈت جی کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم سے زیادہ فیاض مناظران کو ہندوستان میں کوئی نہ ملے گا۔ ہم اُن کو اُن کے مُنہ مانگے دلائل صداقت بائبل پر دینگے۔ جس بات میں آپ کو اطمینان قلبی حاصل ہو ہم وہی کرینگے۔ اور آپ کو در خانہ تک پہنچا دینگے *

پنڈت جی فرماتے ہیں کہ اُس سوال کا فیصلہ صرف اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ "الہام کا ہر ایک مدعی میدان میں آئے اور اپنی اپنی صداقت کا جوہر دکھلائے" اور "آخری فیصلہ اس سوال کا یہی ہوگا۔ کہ ایک ایک ہدایت نامہ معیار صداقت پر لایا جاویگا اور دنیا خود ہی اپنے لئے فیصلہ کریگی کہ سات میں سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے" *

پنڈت جی نے کیا بات کہی! "دنیا خود ہی اپنے لئے فیصلہ کرلے گی"۔ اور ہم نے برسوں کے بعد کسی آریہ سماجی کے مُنہ سے ایسی چجتی تُلی بات سنی۔ اور حال ہی میں (انتخاب) اور ووٹوں کا بازار گرم ہو رہا ہے۔ بس سارا مسئلہ آوازِ خلق نقارۂ خدا پر آگیا۔ اب ساتوں دعویدار دنیا کے ووٹ حاصل کرنے چلے *

پہلا ژند اوستا۔ دنیا کے ایک بہت چھوٹے مگر بہت متین سنجیدہ اور صاحب شعور گروہ نے اس کو منتخب کرلیا۔ وہ ان کے ہاتھوں اور دلوں میں زندہ ہے۔ اُن کا دستور العمل بنا ہوا وہ گویا ایک بزرگ ہے بڑی عمر کا جس کے خاندان میں تھوڑے سے لوگ ہیں لیکن جتنے ہیں سب اس پر قربان اور صدقہ ہو رہے ہیں اور اس کے بڑھاپے کے دنوں کو آرام سے بسر کراتے ہیں۔ اور دنیا کی اور قومیں یعنی بڑے بڑے خاندان خوش خلق ہمسایہ کے طور اس کی سالگرہ کی خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ اور عمرت دراز باد کہنے میں تامل نہیں کرتے۔

دوسرا تری پاٹھکا۔ ممالک ایشیا کے کروڑوں بودھوں نے اس کو منتخب کرلیا۔ اور آج تک زندہ رکھا۔ اور جب سے وہ وجود میں آئی برابر زندہ ہے۔ اور کتنی قوموں کو زندگی بخش رہی ہے *

تیسرا ینچ کنگ۔ اہل چین کا سا آباد ملک اس کی حیات سے وابستہ ہے کتنے قرن گذر گئے جب اس کا انتخاب ہوا تھا وہ آج تک بحال ہے زندہ ہے مرا نہیں *

چوتھا۔ پانچواں اور چھٹا دعویدار قرآن و توریت و انجیل یعنے بائبل ہیں۔ ان کا انتخاب اپنے اپنے درجہ میں عالمگیر انتخاب ہے۔ جتنے ووٹ ان کو حاصل ہوئے نہ کسی کو کبھی ہوئے تھے نہ ہو سکتے ہیں۔ ان کی زندگی کا جو شخص قائل نہ ہو اس کو مرجانا چاہیئے ع بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست اور یہ کہنا نری حقیقت ہے۔ مبالغہ سے بالکل خالی کہ زندہ بطریق احسن صرف انہیں کو کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر ان میں بھی زندگی نہیں تو آفتاب و ماہتاب میں روشنی بھی نہیں۔ اس حقیقت کو ہم اوپر کھول کر بیان کر چکے *

ساتواں دعویدار وید مقدس۔ جو پنڈت جی کی فہرست میں اول نمبر تھا۔ اس انتخاب میں فیل ہوگیا۔ اپنے ملک میں اپنی قوم کے درمیان۔ اپنے گھر

ہیں۔ اس کے مقابل بیسیوں دعویداروں کو اس کے لوگوں نے قبول کرلیا۔ مگر اُس کو نہیں۔ وہ کسی قوم کا دین نہیں کسی ملک کا مذہب نہیں اس کی غلامی میں کوئی گروہ نظر نہیں آتا اس کو کوئی پہچانتا بھی نہیں۔ اور ہمارے گواہ تم آریہ سماجی ہو۔ وید مرگیا۔ ویدک دھرم مرگیا۔ آج نہیں ہزار سال ہوئے مرچکا۔ دنیا نے خود ہی اپنے لئے وید کی صداقت کے بارہ میں فیصلہ کرلیا۔ اگر آج شُدھنوا راجہ کی طرح کوئی موجود ہوتا۔ اور اس کے دربار میں بھوجدت کا اور ہمارا مباحثہ ہوا ہوتا۔ تو اس وقت اس کو آریہ سماج چھوڑ کر عیسائی بن جانا پڑتا۔ کیونکہ وہ دُنیا کے فیصلہ پر حصر کرچکا تھا۔ شنکر آچاریہ کے زمانہ کے جینی زیادہ قول کے سچے تھے۔ مگر یہ عبرت کا مقام ہے اور دنیا کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ سوامی دیانند نے اسلام کی کھنڈن میں کچھ کہا تھا۔ جو اس موقعہ کے حسب حال ہے وہ آریوں کی تفریح کے لئے اس جگہ نقل کرتے ہیں "جو ایسے بیہودہ مذہب ہیں وے بھی معدوم ہوجاتے ہیں۔ ان کی ترقی کا تو ذکر ہی کیا ہے" (ستیارتھ پرکاش باب ۱۴ صفحہ ۷۱۵) سوامی کا قول ہمارے لئے کوئی سند نہیں ؎

گاہ باشد کہ کودکِ ناداں — از غلط بر ہدف زند تیرے

اس لئے ہم اپنے خیال کو دلیل سے مستحکم کرتے ہیں۔

صداقت بائبل پر بدیہی دلیل

فلسفہ جدید میں Evolution ایوولیوشن یعنے ارتقا ایک مسلمہ مسئلہ ہے جس کا کلمہ ہر سائنسدان پڑھ رہا ہے۔

Struggle for existence and the survival of the fittest.

اس کا مطلب عوام کی زبان میں یوں ادا ہو سکتا ہے "جان کے لالے پڑے ہیں۔ دھینگا مشتی ہو رہی ہے۔ جو سب سے قابل ہوا بس وہی بچ نکلا" تمام قومیں تمام نسلیں تمام حکومتیں تمام نظامات تمام تمدن تمام مذاہب تمام شرائع اور تمام کتابیں اسی قانون کے زیر اثر باقی رہتی ہیں یا فنا ہوتی جاتی ہیں یہ فطرت کا ناسخ و منسوخ ہے جس کی زد سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ اس کی معیار پر جو جسقدر پورا اترا اسی قدر اس میں زندگی کا دم موجود رہا۔ وید اس کسوٹی پر کسے گئے اور فنا ہوگئے۔ بنی آدم کے روحانی تقاضوں کو وہ پورا نہ کرسکے وہ اپنی فطرتی موت سے مرے۔ اب کوئی ان کو جلا نہیں سکتا۔ ان کے جلانے کی کوشش عبث ہے۔ ڈھائی ہزار سال پہلے اس حقیقت کو گوتم بدھ سمجھ گئے تھے انہوں نے ویدوں کو رد کردیا اور ہندوؤں سے اوتار کا خطاب پایا اور اے آریو! تم اُن ہندوؤں سے کیوں بیزار ہو۔ اگر ان لوگوں نے اپنے لئے نئے نئے کنوئیں اور تالاب بہت سے کھود لئے کہ اپنے تشنہ لبوں کو تر کرلیں۔ تو کیا بُرا کیا۔ روح کی پیاس ضرور بجھائی جائیگی۔ ویدوں کے چاروں کنوئیں سوکھ چکے

وید اندھا کنواں

تھے ان کے سوتے بند ہوگئے۔ ہاں وہ اندھے کنوئیں بن گئے۔ ان کا نشان باقی ہے اور بس۔ نہ ان سے پیاسوں کو پانی مل سکتا ہے نہ کھیتی سینچی جاسکتی ہے۔ پس ہندوؤں نے ان کو پاٹ دیا تھا۔ ان کا جہاں تم قائم رکھنے کو کہ کوئی ان میں گر نہ پڑے اور ہٹتے جائینگے۔ بائبل کا دریا اور اس میں سے کاٹی ہوئی نہریں دنیا کی سرزمینوں کو سیراب کررہی ہیں۔ ان کے مقابل تم اندھے کنوئیں پیش کرتے ہو اور وہ بھی اُس حال میں کہ ہماری نہروں سے

پانی چرا چرا کر اپنے گڑھے میں ڈالتے ہو صاف پانی کو گدلا کرتے ہو اور زندہ چشموں سے لوگوں کو روکتے ہو کیا تم کامیاب ہو گئے اور ہمارے دریا کو خشک کر کے اندھے کنوئیں کے گھاٹ آباد کر سکو گے۔ نہیں ہزار دفعہ نہیں۔

آریہ سماج راجہ رام موہن رائے کا اکال

راجہ رام موہن رائے سورگ باشی نے جس ہڈی کو پھینک دیا تم ناحق اس کو چچوڑتے ہو۔ تم نے آپ الہام کے معیار اور شرائط کی تشریح کی ہے اور اس میں چھٹی شرط یہ قرار دی "اس کی سب باتیں دوامی یعنے سب زمانوں میں یکساں قدر رکھنے والی۔ اور کبھی منسوخ رد یا بے اثر نہ ہونے والی ہونی چاہئیں" (بھومکا دیباچہ مترجم ص۹) آنکھوں سے دیکھ لو یا اپنے کہے کو یاد کر لو۔ پانچ ہزار سال سے وید منسوخ ہو گئے۔ بے اثر ہو گئے۔ رد کر دیئے گئے۔ کوئی ان کو پہچانتا نہیں۔ ہندوؤں میں کوئی ان کی تعلیم پر نہیں چلتا بہت بڑا سلوک جو کسی نے کیا تو کسی حصہ کو یاد کر لیا۔ طوطی کی پڑھائی اور تم بچارے پھرتے ہو ہم ویدوں کو جلانے آئے ہیں۔ اس کے بھولے بسرے معنوں کو یاد کرانے اور وہی تمہاری سنتے ہیں جن کے کان سننے کے نہیں یعنے جو نہ وید جانیں نہ سنسکرت اور ان میں بھی جہاں کوئی کچھ ہو گیا وہ آپ کو سلام کر کے چلتا ہوا جیسے ایشورانند۔ سہجانند۔ گیانند۔ بھیم سین لو ہمارا بھی نمستے اکار۔ مکار (الف۔میم)

تمام شد

ضمیمہ

زندۂ جاوید

آریہ سماج کی خامی اور دیانندی اصلاح
کے عیوب کی معذرت میں سوامی جی کی لاف
کے چند واقعات غور طلب ہیں جن کو ہم
اختصار کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔
سرسوتی جی کی حمایت میں صرف یہ کہا جا سکتا ہے

ع روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

آبائی دنیا کا اثر

آپ پکنے نہ پائے کہ انتقال فرما گئے۔ جس طرح بہت سے چولے بدل چکے تھے اگر جیتے رہتے تو دو ایک اور بدلتے اور شاید کچھ راہ پر آ جاتے

آپ کی تعلیم و تربیت سب کچھی رہی اور آبائی ناپاک اثر طبیعت سے زائل نہ ہونے پایا۔ موت نے آپ کو اپنے خیالات کی ترتیب دینے اور ان کی نظرثانی کرنے کا موقعہ نہ دیا۔

مہرشی کی شان میں ہم نے "آبائی ناپاک اثر" لکھدیا۔ پس ہم کو اس کی سند دینا چاہیئے۔ آپ کے پتاجی شیو کے اُپاسک تھے۔ جن کا بہت بڑا معبود دیوتا تھا۔ نہیں بلکہ اُن کا وہ عضو جس کا نام لیتے ہوئے بھلے مانسوں کو شرم ہوتی ہے۔ ہندوؤں کی اصطلاح خاص میں جس کو لنگ کہتے ہیں۔ شامی مذاہب کی کتابوں میں طرح طرح کے بتوں کا تذکرہ اور قسم قسم کی بت پرستی کی مذمت آئی ہے۔ مگر ایسی گندی قسم کی پتھر پرستی کا اُن کو بھی وہم نہیں گذرا تھا۔ ان کو کب گمان ہو سکتا تھا کہ کوئی گروہ انسانی جسم کے اس عضو کی پرستش کر سکتا ہے جس کا ضرورتاً نام لینا بھی دنیا بھر میں شرم کی بات مانی جاتی ہے۔ یہاں ہم اس سوانح عمری سے نقل کر رہے ہیں۔ جو آریوں کی طرف سے رادھا کشن مہتہ کے ترجمہ ستیارتھ پرکاش کے شروع میں چھپی ہے۔

لنگ پرستی ہمارے غیر ہندو ناظرین ٹھیک طور سے نہ جانتے ہونگے کہ لنگ پوجا کیا بلا ہے۔ مہرشی بتلاتے ہیں کہ "وام مارگیوں اور شیویوں نے اتفاق کر کے اندام نہانی اور آلہ تناسل کو قائم کیا اور ان کا نام جل دھاری (پانی کے سہارے رہنے والے) اور لنگ (آلہ تناسل) رکھا ان بے حیاؤں کو ذرا بھی شرم نہ آئی کہ ایسا پاجی پنے کا کام ہم کیوں کریں" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۰۸) غرض کہ ایسا پاجی پنے کا کام "مہرشی کے پدر بزرگوار ساری عمر کیا کئے اور چاہتا ہے کہ یہ کام آپ کے خاندان میں پُشت در پُشت ہوتا آیا تھا یعنی آپ پوتڑوں کے ..... پرست تھے۔ مہرشی کو "چودہ برس کی عمر میں سارا یجروید سنہتا اور دیگر ویدوں کے بعض حصے ازبر تھے"۔ مگر باوجود اس قدر علم و دانش کے آپ بھی اس عمر تک پتاجی کیساتھ شیو کے اُپاسنا کرتے رہے اور لنگ کی پوجا اور نہ ساری یجروید سنہتا نے نہ دیگر ویدوں کے بعض حصوں نے آپ کی کچھ رہنمائی کی۔ حالانکہ آج کل اس عمر کے لڑکے اکثر انٹرنس پاس کر کے بہت صاحب شعور و سلیقہ شعار ہو جاتے ہیں۔ اور ان گندی بطالتوں پر از خود لعنت کر چکتے ہیں۔ لیکن ہم کو شکر کرنا چاہیئے۔ کہ جو کام عقل سلیم کے کرنے کا تھا اس کو ایک چوہا پورا کر گیا۔ شیو راتری کے برت کے دن ان کے والد نے انہیں برت رکھنے پر مجبور کیا۔ اس برت کو انہیں ساری رات شیو کے مندر میں جاگنا پڑا .... اسی اثنا میں وہ باپ سے رخصت ہو کر گھر چلے آئے۔ اور اپنی ماں سے کہا کہ مجھے بھوک نے بہت ستایا ہے۔ ماں نے ان کو کھانا دیا اور وہ کھا کر سو گئے۔ دوسرے دن جب ان کے والد نے سنا کہ انہوں نے برت توڑ دیا تو وہ بہت خفا ہوئے"۔

موش مہاتم اس بھوک کی جھلاہٹ میں ایک اور تماشہ ہوا۔ آپ مندر میں تھے "جب سارے آدمی سو گئے تو چوہے ادھر ادھر سے نکل کر شو لنگ پر کودنے لگے اس وقت ان کے دل میں مختلف خیالات گذرنے لگے۔ کبھی وہ پوچھتے تھے کہ کیا یہ شیو جو چوہوں کو بھی نہیں ہٹا سکتا مہادیو (ایزد تعالیٰ) ہو سکتا ہے ... ... سوامی جی کو اس رات پورا یقین ہو گیا۔ کہ شیو کا لنگ پرمیشور نہیں ہے وہ کوئی اور چیز ہے۔

اگر آج کی رات اہل کتاب کی خوش قسمتی سے آپ بھوک سے بے صبر نہ ہو جاتے تو غالباً ساری عمر لنگ پرستی میں اسی طرح گرفتار رہتے۔ جیسے آپ کے پدر بزرگوار رہا کئے اور ہم نہیں جانتے زیادہ مشکور ہم کو کس کا ہونا چاہیئے والد ماجد کا جنہوں نے برت رکھوایا تھا یا اس مقدس چوہے کا جس نے آپ کے خیالات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ کیونکہ جو لوگ راسخ الاعتقاد ہیں اور پیٹ کو ایمان سے مقدم نہیں رکھتے ان کا تو چوہے کو دیکھ کر عقیدہ اور پختہ

دیانند کی ناسمجھی

ہو جاتا ہے کیونکہ چوہا باھن (مرکب) ہے گنیش جی کا جو شیو یعنی مہادیو کے فرزند ارجمند ہیں۔ پس چوہے کا شیو لنگ پر کودنا شاشٹانگ ڈنڈوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس کے وظیفہ کی ضرورت مہادیو جی کو نہیں تھی تعجب ہے کہ وید منتروں کی تو آپ نے ایسی ایسی دقیق اور بعید از قیاس تاویلیں کیں۔ مگر چوہے کے اس فعل کی پیچش رہی، تاویل نہ سوجھی جس کا باعث سوائے اس کے اور کچھ نہیں نظر آتا کہ بھوک پیاس نے آپ کو دیوانہ کر دیا تھا اور پیٹ پوجا نے لنگ پوجا کی طرف سے بے اعتقاد جس سے آپ کے اخلاق پر بھی حرف آتا ہے اور آپ کی قوت فکر پر بھی۔ یہ تو وہی مثل ہوئی۔ بھوکے بھگت نہ ہو ہن گوپالا۔ لے لو اپنی کنٹھی مالا۔ "آٹھ برس کی عمر میں ان کا یگو پویت ہوا اور گائیتری اور یجروید سنہتا انہیں پڑھایا گیا۔" اے کاش اگر

حضرت ابراہیم کی سرگذشت

اسوقت ان کو بجائے یجروید سنہتا کے کوئی شخص قرآن سے حضرت ابراہیم کی سرگذشت گجراتی میں ترجمہ کر کے سنا دیتا۔ کہ کس طرح وہ "ایمانداروں کا باپ" یعنی شامی ادیان والوں کا مورث اعلیٰ زیادہ

شاندار اور جلالی مہا دیوں۔ ستاروں۔ چاند اور سورج کی پرستش سے فوراً رک گیا تھا۔ تو مہرشی موصوف کو اس کے بعد اور چھ برس تک شیو لنگ پر جنبہ سائی نہ کرنا پڑتی اور نہ اس چوہے کا مشکور ہونا پڑتا۔ آریوں کو چاہیئے کہ ہندؤں کی تالیف قلوب کا خیال جانے دیں اور بجائے اوم کے چوہے کی شبیہ کو اپنا

موش رکھشا

امتیازی نشان بنائیں اور بجائے گؤ رکھشا کے موش رکھشا کو اپنے لئے لازمی ٹھہرائیں۔ اور اگر ہم کو بھی اس مقدس چوہے کا پتہ لگ جائے تو ہم اس کی نسل کو پڑھوائیں اور شیوالوں کے قریب چھوڑیں۔ شاید کوئی اور گم کردہ راہ دیانند کی طرح صراط المستقیم پر لگ جائے۔

ہم کو دیانند کے سوانح نویس کے اس فقرہ پر بڑی ہنسی آتی ہے کہ "سوامی جی کو اس رات پورا یقین ہو گیا۔ کہ شیو کا لنگ پرمیشور نہیں ہے وہ کوئی اور چیز ہے" اس قدر تو آپ نے مان لیا کہ وہ پرمیشور نہیں مگر لنگ کی عظمت ابھی تک دل میں جاگزین رہی جو مانتے رہے کہ "وہ کوئی اور چیز ہے"۔ بھلا اور کونسی چیز ہو سکتی ہے اس میں بھی کوئی اسرار نہاں رہا۔ آپ تو ایسا فرماتے ہیں گویا وہ پارس کا پتھر تھا۔ ابھی وہ ایک روڑا تھا اور بس۔

شدھ چیتن

پھر جب اکیس برس کی عمر کو پہنچے تو "ایک شخص لالہ بھگت کی انہوں نے بہت تعریف سنی تھی۔ آپ اس کے پاس تعلیم کی غرض سے گئے۔ اس شخص نے انہیں اپنا چیلا بنایا۔ اور ان کا نام شدھ چیتن رکھا۔ اس کے بعد پھرتے پھرتے دیا نرمدا کے کنارے پہنچے اور اس جگہ ایک شخص پرمانند پرمہنس سے یہ تعلیم

اہم برہم

پانی شروع کی۔" اس وقت ان کا یقین ہمہ اوست یا اہم برہم (میں ہی برہم

ہوں) کا ہو گیا"۔ پھر آپ یوگانند نامی ایک شخص سے یوگ کرنا سیکھتے رہے۔ اس طرح بھٹکتے مارے مارے پھرا کئے۔ تاوقتیکہ آپ کی عمر ۳۵ سال کو پہنچی اور بنارس میں سوامی ورجانند سرسوتی کے چرنوں پر گرے جنہوں نے آپ کا نام دیانند رکھا۔ غور کا مقام ہے کہ آنکھ کھولنے کے بعد اوائل عمر آپ نے شیولنگ کی پوجا میں گنوائی پھر جوانی آپ نے اہم برہم کے زعم میں بسر کی۔ اور ان دونوں عقیدوں میں کوئی مناسبت نہیں۔ پھر آپ یوگانند کے ہاتھ پڑے اور اب ورجانند نے ایک نئے اور سب سے نرالے رنگ میں رنگ دیا۔ ہمکو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اس قسم دماغ کا تھا ہی نہیں کہ کسی امر کی آزادانہ اور محققانہ تنقید کر سکتا۔ ورجانند کے بعد ان کو یا تو کوئی دوسرا استاد ملا نہیں یا آپ کے دماغ میں تکبر سما گیا کہ پھر اور آگے آپ نہ بڑھ سکے لیکن کچھ عجب نہیں کہ اگر اور

اصلاح ناتمام

جیتے تو کوئی اور رنگ لاتے برا یا بھلا جس طرح ویدوں میں ایک مدت تک جانوروں کا بلیدان مانتے رہے۔ پھر اس سے انکار کیا۔ ممکن ہے کہ ویدوں کے نام سے کوئی نئی بات پیدا کرتے۔ کم سے کم یوگ کی ناپاک تعلیم میں کچھ ترمیم و تنسیخ کرتے یا ویدوں کی تاویل میں کوئی اور قرینہ کی بات سوچتے۔ خدا کے وجود کیساتھ روح اور مادہ قائم بالذات وجود کے منکر ہو کر خواہ ہمہ اوست پر ہی آجاتے یا شاید ویدوں کی عدم رواجی پر فکر کر کے سمجھ جاتے کہ جو کلام مردہ اور بے اثر ہو گیا وہ خدائے حی القیوم کا کلام نہیں ہو سکتا۔ مگر مشکل یہ آپڑی کہ آپ جلد گورو بن گئے متلاشی نہ رہے بات کی پچ ہو گئی۔ قول مرداں جان دارد پر اڑ گئے لیکن پھر بھی اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ آریہ سماج کا رجحان اس کو بہاتا بہاتا کسی اور کنارے پر لا ڈالیگا۔ اگر انہوں نے علم سنسکرت پڑھنا شروع کیا اور ویدوں کے معنے کے درپے ہوئے اور تحقیق میں لگے کہ

سوامی جی کا بھاش کہاں تک سچ ہو سکتا ہے تو وہ ضرور بالضرور سوامی جی کا پیچھا چھوڑ دینگے زود تر یا بتاخیر۔ اور ویدوں کو ویسا ہی خیرباد کہیں گے جیسا راجہ رام موہن رائے نے کیا تھا۔ جو اس راہ کی کل منزلیں آپ کے پہلے طے کر چکا اور جس کی نقل سوامی جی نے ہندوؤں کی تالیف قلوب کی رعایت سے اتاری تھی اور جس کا ہاتھ ہندوؤں کے درمیان ہر اصلاح کی تہ میں دکھلائی دیتا ہے بلکہ ہمارا خیال یہ ہے کہ اگر دیانند نے مڈل تک انگریزی پڑھی ہوتی اور کچھ عرصہ پنڈت بنا رہتا تو آج کو آریہ سماج میں زیادہ شستگی نظر آتی معلوم ہوتا ہے کہ کلچرڈ پارٹی کے ممتاز ممبر اس حقیقت کو محسوس کر چکے ہیں۔

دیانند کے عیسائی چیلے

لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ سوامی جی نے کون کمال کیا۔ جو شیولنگ سے بد عقیدہ ہو گئے۔ کیا اس سے زیادہ زبردست کام ان سے پہلے پنڈت نیل کنٹھ گورے شاستری نہیں کر چکے۔ جو شیو کی اپاسنا اور کرشن کی اپاسنا چھوڑ کر عیسائی ہو گئے اور کسی باپ دادوں کی جہالت کی پروا نہیں کی۔ سوامی جی نے کون کمال کیا۔ اگر کانپور میں بت پرستی کے خلاف ان کے اپدیشوں کا یہ اثر ہوا کہ لوگوں نے اپنے گھروں سے بت اٹھا کر بازاروں میں پھینک دیئے (سوانح ص) اس سے پچاس سال پہلے کلکتہ میں پادری ٹریون صاحب نے بازار میں وعظ کیا اور رام جی ملک عیسائی ہو گیا۔ اس نے اپنے گاؤں میں ایک شو کا مندر بنایا ہوا تھا۔ ...... ایک دن جب بہت سے آدمی جمع تھے وہ دیوتا کو باہر لایا اور بڑی حقارت سے اس کو زمین پر پھینک دیا۔ اور پھر مندر گرانے کا حکم دیا۔ دیسیوں کے ہاتھ سے بھائیوں کو بچا ڈالا۔ غرض یہ جہاں وید کا چرچا اور ملکوں سے

زیادہ سے ہزارہا ہندو بت پرستی ترک کر کے عیسائی ہو گئے یہاں کے گرجوں
کی دیواروں میں پھینکی ہوئی مورتیاں لگی ہوئی ہیں۔ اور گرجوں کے گھڑیال اُن
پیتل کے ٹکڑوں سے بنے ہوتے ہیں جو پہلے مندروں میں پوجا کے کام میں آتے
تھے" (ایضاً نمبر ۵ صفحہ ۱۷) اسی دکن میں ایک اور مقام ہے جہاں مندر کی جگہ
ایک گرجا تعمیر کرایا "جس کی پہلی سیڑھی ایک پتھر کی مورتی کو اٹھا کر بنائی گئی"۔
(ایضاً صفحہ ۱۳) لالہ جے چند منتری شرومنی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کی شہادت
سُن لو "عیسائیوں کے پرچار کی کامیابی کا حال دیکھ لیجئے سینکڑوں آدمی مورتی
پوجا وغیرہ چھوڑ کر عیسائی ہو چکے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اپنی مورتوں کو پھینک
چکے ہیں۔ مندروں اور شوالوں کو گرا چکے ہیں اور ان کے استھان میں گرجے بنا
چکے ہیں" (ایضاً نمبر ۹ صفحہ ۱۸) کیا تم نہیں جانتے کہ جتنے ہندو عیسائی ہو گئے ابھی
ان کا دسواں حصہ بھی آریہ نہیں ہوئے تم کو بڑا فخر اس بات پر ہے کہ سوامی جی نے
لنگ چھوڑ دیا۔ اور ان کے گرو نے ایک دفعہ سالگرام کی مورتی کو پھینک دیا
(سوانح عمری) یہ کچھ وہ بغیر وید پڑھے ہوئے کر سکتے تھے۔ بعض پادریوں کا اپدیش
سُن کر یا بعض دکن کے عیسائیوں کو دیکھ کر اور ہم سچ کہتے ہیں کہ ہندوؤں میں سے
بہت بڑے بڑے ودوان سنسکرت کے عالم دل سے عیسائی ہو گئے مثلاً پنڈت
نیل کنٹھ گورے شاستری۔ پنڈت کھڑک سنگھ۔ ڈاکٹر کرشنا موہن بنرجی
اور پنڈتا رما بائی سرسوتی اور بیسیوں اور دیگر اس پایہ کا کوئی بھی ہندوؤں میں سے
نہیں نکلا جو آریہ ہو گیا ہو۔ ایک بھیم سین آپ کے تھے وہ بھی آپ لوگوں پر لعنت
کر کے چلے گئے۔ پھر تم کس برتے پر عیسائیوں کا مقابلہ کرتے ہو۔ اگر تم بہت

مفید عام پریس لاہور میں باہتمام لالہ موتی رام چھپی